مطبوعات جدیدہ

خاتم النبیین، احمدی جماعت قادیان کی طرف سے آنحضرت صلعم کی ایک سوانح عمری اس نام سے اُردو مین شایع ہوئی ہے، مصنف کا نام مرزا بشیر احمد صاحب ایم، اے ہے، ابھی صرف پہلا حصہ ہمارے سامنے ہے، اس حصہ مین جغرافیہ عرب، مختصر تاریخ قبل اسلام، و سوانح نبوی از وفات تا ہجرت، بیان کئے گئے ہین، کتاب مین سوانح نبوی کے اثناے بیان مین مخفی طور سے مرزا صاحب کے حالات و دعاوی کی تطبیق کی کوشش کیگئی ہے، وحی و الہام کی تشریح جنون کی کشفی حالت مین آنا، آنحضرت صلعم کو اپنی فضیلت نبویہ کا تدریجی علم وغیرہ، اسی قسم کے امور ہین، ہر پڑھنے والیکو یہ بھی نظر آئیگا کہ ہماری سیرۃ نبوی کے معلومات سے بکثرت فائدہ اُٹھایا گیا ہے گو ہم ممنون ہین کہ مصنف نے دیباچہ مین اس اخذ و استناد کی تصریح کر دی ہے، تاہم اس تضاد پر ہم سادہ لوح لوگ حیرت کرینگے کہ ایک طرف تو سیرۃ نبوی کے مصنف کا یہ پایہ ہے کہ اسکی امانت و شہادت (تصنیف) ایسے مقدس کام کے لئے ماخذ و مبنیٰ قرار پاے، دوسری طرف وہ اس لائق بھی نہو کہ عام مسلمان مرنے والون کی طرح، مسلمانون کے دستور کے مطابق اسکا ذکر رحمت و مغفرت کے ساتھ کیا جاے بلکہ اسکا ذکر اس طریق سے کیا جاے جو کافر و مشرکین کے ساتھ مسلمانون مین رائج ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، شبلی آنجہانی، ھدانا اللہ و ایاھم الی الصراط المستقیم،

خلافت اسلامیہ، مولوی ابو الحسنات صاحب ندوی رفیق دار المصنفین نے ٹرکی اور مسئلہ خلافت پر معارف اور دوسرے پرچون مین جو مضامین لکھے تھے، جناب نذیر احمد صاحب قریشی دہلوی نے ایک رسالہ کی صورت مین انکو یکجا شایع کیا ہے، رسالہ مین ٹرکی اور عرب کے کئی نقشے بھی لگاے گئے ہین لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ، قیمت ۸/، پتہ: نذیر احمد قریشی، گودام چمڑہ، سبزی منڈی، دہلی،

مجلد ہفتم | ماہ جمادی الآخر ۳۹ سنہ مطابق فروری سنہ ۲۱ | عدد دوم

مضامین

شذرات

یہ دیکھکر نہایت خوشی ہوئی کہ طلباے دیوبند نے تمام عربی خوانان مدارس ہند
ایک متحدہ جمعیت قائم کرنی چاہی ہے اور اسکے لئے عملی کوششین بھی انھون نے شرو
کردی ہین، یہ پڑھکر بھی اطمینان ہوا کہ طلباے دار العلوم ندوہ نے نہایت فراخدلی اور خ
جبینی کے ساتھ اپنے دیوبندی بہائیون کے ساتھ ملکر کام کرنے کی آمادگی ظاہر کی ہ
دیگر مدارس اسلامیہ کے طالب العلم بھی بسرعت اس تحریک مین شامل ہو رہے ہین، یہ
وہ چیز تھی جسکی عربی تعلیم کے مصلحین سالہا سال سے متمنی تھے، آخر

آمد آن یارے کہ ما می خواستیم

بوڑہی ہڈیون مین تو اب جنبش مشکل ہے، اب جو کچھ ہین وہ انہین نوجوانون
امیدین ہین، بہتر ہوتا کہ یہ وفد مختلف سربرآوردہ اسلامی مدارس کے مستعد طلباے
ہوتا، اور وہ اس سرے سے اس سرے تک تمام مدارس اسلامیہ کے طلبہ مین اتحاد کی
پکارتا ہوا چلا جاتا۔

مسلم یونیورسٹی علی گڈہ پر اسوقت سے جب وہ فقط کالج تہا، ارباب نظر کا یہ
چلا آتا ہے کہ عربی تعلیم کے لئے وہان یورپین، عیسائی یا یہودی پروفیسر کیون رکہے جا
اور اب نیا کیون بلوایا گیا ہے، علاوہ مذہبی بدنمائی کے اور علمار سے قطع نظر کرکے جب اسی قا

ولیاقت کے بلکہ اس سے بہتر خود مسلمان پروفیسر مل سکتے ہین تو سات سمندر پار سے ڈیوڑہی
ودو گنی قیمت پر علوم عربیہ کے یورپین اساتذہ کیون بلوائے جاتے ہین، ایک علم فلسفۂ لغت
یا موازنۂ السنۂ سامیہ، اور کتبخانہ ہاے یورپ کی فہرست کتب کے علاوہ علمی حیثیت سے وہ
ہمارے عام مسلمان علماے ہند سے جنھون نے جدید طرز سے تھوڑی بھی آگاہی حاصل کی ہو انکی
ذات ایک ذرہ بھی ممتاز نہین ہوتی، بہتر ہو کہ ہماری یونیورسٹی مین آیندہ سے فارسی پڑہانے
کے لئے بھی کسی فرنچ اور اردو پڑہانے کے لئے کسی جرمن کی خدمات حاصل کئے جائین،

حالانکہ یہ سن کر ہمارے ارکان مسلم یونیورسٹی کو افسوس ہوگا کہ جو اساتذہ ہزارون روپئے
تنخواہون پر وہ حاصل کرتے ہین وہ ہمارے ہی سیاہ رنگ بہائیون کے آگے زانوے ادب
تہ کرکے عالم بنتے ہین، اور وہان کی یونیورسٹیون مین فخر کے ساتھ قبول کئے جاتے ہین، لندن کے
مدرسہ السنۂ مشرقیہ (اسکول آف اورینٹیل اسٹڈیز) مین اردو، فارسی، عربی، اور ترکی پڑہانے
کیلئے ہندی ایرانی، عرب اور ترک نوکر ہین، علی رضا بے وہان ترکی اور ایک بغدادی مسلمان
اور ایک شامی عیسائی عربی پڑہاتے ہین اور ہمارے ہی کالج کے تعلیم یافتہ ملک عبد القیوم اردو
سکہاتے ہین، کیمبرج مین خلیل خالد بے پہلے تھے، اب قدری بے اور ہندوستان کے
عبد المجی عرب ہین، ڈاکٹر اسپرنگر، سر ولیم میور، ڈاکٹر لیٹنر، ڈاکٹر راس، ڈاکٹر آرنلڈ، سر چارلس لائل
جنھون نے یورپ جاکر علوم مشرقیہ کے تبحر کا نام پیدا کیا، وہ فیض انکو اسی ہندوستان سے پہنچا ہے،
اسوقت پروفیسر براؤن اور پروفیسر مارگولیوتھ جو کیمبرج و آکسفورڈ کے آجکل آفتاب و ماہتاب
ہین وہ برفستانی یورپ مین نہین بلکہ ایران و مصر و شام کی خاک چہان کر چکے ہین، فرانسیسیون کو
مشرق کا علم تونس اور الجزائر کے جبہ پوشون سے پہنچا ہے۔

علی گڈھ کالج مین عربی تعلیم کی شاخ کہلنے سے لیکر آج تک دو پروفیسر یورپ سے
آچکے ہین، ڈاکٹر ہارویز اور ڈاکٹر اسٹوری لیکن جسقدر وہ ہمارے طلبہ کو سکہا گئے
اس سے زیادہ وہ ہمارے علماء سے سیکھ گئے، جب آئے تھے تو مبتدی عربی بھی نہین پڑھ
سکتے تھے اور اب واپس جاکر اکابر مستشرقین مین داخل ہین، یہ سب سن کر آپ کہین گے
سب سچ! لیکن ہمکو تو جو چیز ملیگی وہ یورپ ہی کی گداگری سے ملیگی! خواہ وہ سیاست ہو یا
معاشرت، مغرب کا علم ہو یا مشرق کا!

لیکن اسی ملک مین اور اسی صوبہ مین ہماری ہی یونیورسٹی کی ہمزاد ایک ہندو بنارس
یونیورسٹی ہے، یہان بھی اُسکی مقدس مذہبی زبان کی تعلیم کے لئے سنسکرت پروفیسر ہوتے ہین
سنسکرت کے بہترین یورپین عالم جرمن اور فرنچ ہین، لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہے کہ اُسکی
پیشانی پر کسی جرمن یا فرنچ سنسکرت اسکالر کے حصول خدمات کا داغ نہین، اور بغیر انکے
خود ہندی پنڈت اپنی زبان کی تعلیم آپ نہایت خوبی سے دے لیتے ہین، پھر ہم کیون نہین
کرسکتے؟ جواب یہ ہے کہ ہم نے عربی کا وظیفہ ہی سرکار سے اس شرط پر لیا ہے کہ ہم اپنی مذہبی تعلیم
اپنون سے نہین بلکہ آپ ہی سے سیکھین گے،

ہندوستان کی مسیحی دنیا مین لکھنؤ کے لارڈ بشپ ایک خاص مرتبہ رکھتے ہین، اسی
سال رواں کے نوروز کے دن انھون نے ایک بڑے کلیسا مین صوبہ کے گورنر، دیگر اعلی
حکام انگریزی کے سامنے ایک مبسوط تقریر کی جسکے دوسرے حصون سے یہان سروکار نہین
لیکن اسکے آخر مین جو دعا انھون نے مانگی وہ یقیناً قابل توجہ ہے، دعا کے الفاظ یہ تھے :-

"اے پروردگار، تو وہ جس نے مختلف اقوام کو سطح ارض پر مل کر رہنے کے لئے پیدا کیا
تو وہ جس نے اپنے فرزند عیسیٰ مسیح کے ذریعہ سے یہودی وغیر یہودی، آزاد و غلام، یونانی
و وحشی، ہر قسم کی تفریق کو مٹانے کا حکم دیا، ہم تیری درگاہ مین التجا کرتے ہین کہ ہمارے
دلون سے رشک و حسد کو دُور کر، اور ہمارے غرور کو توڑ، اور ان تمام نسلی تعصبات کو
دُور کردے جو مشرق و مغرب، شمال و جنوب کے درمیان اخوت و محبت کی راہ مین
حایل ہوتے ہین تاکہ دنیا کے سب لوگ امن و اطمینان سے رہ سکین"

اخبارات مین ہے کہ اس دعا پر حاضرین نے "آمین" کہی، لیکن معلوم نہین کہ عہدہ
داران سیاسی بھی آمین کہنے والون مین تھے، یا نہ تھے، اور اگر تھے تو یہ امر بھی تحقیق طلب رہ
جاتا ہے کہ انکے قلوب اُنکی زبانون کے کس حد تک شریک تھے۔

لیکن سیاسی حکام سے قطع نظر کرکے امید ہو کہ لارڈ بشپ صاحب نے اسپر غور کرلیا ہو کہ
آج جس صورت حال کو مٹانے کے لئے انہین دعائین مانگنے کی ضرورت محسوس ہورہی ہے
اُسکے پیدا کرنے کی ذمہ داری خود اُنکی جماعت پر کسقدر عاید ہوتی ہے، بڑے بڑے تجارتی
کاروبار قائم کرنا، جنگی جہازات پر ہر سال کرورون روپیہ صرف کرنا، مے نوشی، بدعملی اور
دوسری نفس پرستیون پر بیشمار دولت خرچ کرنا، کمزور قومون سے غلامی کا کام لینا، سیاسی مصالح
کے لئے حق و صداقت کو بالکل پس پشت ڈالدینا، قتل و خون ریزی مین مشغول رہنا، ان مین سے
کوئی شے ایسی ہے جسے حضرت مسیح کی تعلیم سے کچھ بھی علاقہ ہے؟ پھر کیا ایسی حالت مین حاملان
شریعت مسیحی پر یہ فرض نہ تہا کہ گم گشتگان وادی معصیت کو راہ حق دکہاتے، اور اپنے "ابن اللہ"
کی جانشینی کا کچھ تو حق ادا کرتے، ہم مسلمانون کے عقیدہ مین حضرت مسیح کی صحیح و مکمل تعلیم آج دنیا مین

موجود نہین، لیکن وہ ادہوری اور ناقص تعلیم جو کچھ بھی مروجہ انجیلون مین موجود ہی وہ بجاے خود اس پایہ کی ہے کہ اگر اسی کے مطابق عمل ہونے لگے تو دنیا نمونۂ جنت بنجاے،

سچ یہ ہے کہ دنیا آج جس دور ابتلا سے گذر رہی ہے اسکی ذمہ داری ایک بڑی حد تک ہر مذہب کے علماء ہی پر عاید ہوتی ہے، مسلمان علماء اگر واقعتہً اپنی حیثیت "نائب رسول" کی رکھتے تو ناممکن تہا کہ ممالک اسلامیہ کی حالت اسوقت ماتم انگیز ہوتی، انتم الاعلون کا وعدۂ برحق ان کنتم مومنین کے ساتھ مشروط تہا، اور ہے، ہندو علماے مذہب اگر رامچندر دسری کرشن کے بتائے ہوے دہرم پر قائم رہتے تو انکی قوم آج اس پستی کی حالت مین نہوتی، بودھ مذہب کے معتقد اگر گوتم بدھ اور تاؤ کے نقش قدم پر چلتے ہوتے تو ممکن نہ تہا کہ چین قعر انحطاط مین پڑکر جاپان کی مادیت کے عذاب مین مبتلا ہو، اور عیسائی علمبرداران شریعت اگر کبھی کبھی بہی سنت مسیحی پر عمل پیرا ہوتے رہتے تو مغرب کا انجام یقیناً خودکشی سے بہت دور ہوتا، دنیا دار تو بہرحال دنیا دار ہوتے ہی ہین لیکن جب ہادیان برحق پر بھی جاہ پسندی ونفس پرستی کا عفریت مسلط ہوجائے تو اصلاح وبہبود کی توقعات پر فاتحہ پڑھ دینا چاہئیے۔ بقول حضرت مسیح کے "جب خود نمک کی نمکینی جاتی رہے تو اُسے کس چیز سے نمکین کیا جاسکتا ہی؟" اگر ایک روز کل مخلوق کے لئے یوم احتساب کا آنا برحق ہے تو یہ بھی بالکل قطعی ہی کہ اسوقت تنہا سرکش امراء، ظالم سلاطین، مغرور حکام، بددیانت تاجر وفریب شعار اہل سیاست ہی سے بازپرس نہو گی بلکہ ہر مذہب وملت کے مسند نشینان امامت وجبہ پوشان شریعت کی فرد اعمال کا بھی ایک ایک جزیہ آئینہ ہوگا، اور مرحوم مرزا غالب کی رُوح تو اسوقت بھی صدا دے رہی ہے ؎

بچتے نہین مواخذۂ روز حشر سے
قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو

مقالات

مسئلۂ خلافت کے متعلق چند شکوک کا ازالہ

"گذشتہ معارف کے مضمون خلافت اور ہندوستان پر تبصرہ کرتے ہوئے ہمارے ایک ماہر سیاست دوست (ایڈیٹر صاحب صبح امید) نے حسب ذیل سوالون کے جوابات ہم سے چاہے ہین،

(۱) تاریخ مین ایسے زمانے گذرے ہین جب ایک ہی وقت مین خلافت کے کئی دعویدار موجود تھے اور دنیاے اسلام کا کوئی نہ کوئی حصہ انکو خلیفہ مانتا تھا۔

(۲) خود اسلام کی تاریخ مین ایسے مواقع گذرے ہین جب خلافت کا اقتدار اور اسکی عظمت محض مذہبی رہ گئی تھی اور حکومت وثروت یا اقبال سلطنت کے لحاظ سے خلافت کا زور اور اسکی طاقت بہت گھٹ گئی تھی، آج بھی جب یہی صورت ہی تو دولت عثمانیہ کے قوت واقتدار پر اسقدر اصرار کیون کیا جاتا ہے

(۳) اسوقت بھی خلافت کی حمایت کا جو جوش ہندوستان مین ظاہر کیا جارہا ہی مصر شام یا حجاز عرب وغیرہ مین نہین،

یہ سچ ہی کہ بغداد کی خلافت پر ایک ایسا وقت آیا ہے جبکہ دُوردست صوبون مین خودمختاریان پہیل گئی ہین، ایران، ترکستان، خراسان، روم، ایشیاے کوچک، ہندوستان، مصر وشام، اور بلاد مغرب (شمالی افریقہ) مین بڑی بڑی اسلامی طاقتین پیدا ہوگئی تہین جنکے مقابلہ مین بغداد کی دنیاوی ہستی پرِکاہ سے زیادہ نہین رہی تھی ہمارے مخالفین کہتے ہین کہ وہ زمانہ ہے جب خلفاء کی طاقت اور ان کا اقتدار واثر صرف بغداد کی چار دیواریون مین محدود ہوکر رہگیا تھا اسلئے خلیفۂ اسلام کے لئے دنیاوی اثر واقتدار لازمی شے نہین، اسکا صاف جواب تو یہ ہی کہ اگر مسلمانون کی بدبختی سے ان کا مرکزِ خلافت کسی زمانہ مین احکام اسلامیہ کے منشاء کے خلاف اسقدر کمزور ہوگیا تہا تو یہ ضرور نہین کہ آیندہ بھی مسلمان اسی بدبختانہ حالت کو دوبارہ قبول کرنے پر مجبور کئے جائین، اگر اُن پر کوئی ایسا منحوس زمانہ گذرا ہو کہ انھون نے علانیہ

بعض محرمات کا ارتکاب کیا ہو تو یہ ضروری نہین کہ آیندہ یہ اُسکے جواز کا فتویٰ ہو جائے اور اسکے قبول پر وہ مجبور کئے جائین،

ہمارے مہربان حال وکرم فرما مستشرقین یورپ جنھون نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے، مثلاً نلّینو (اطالین) لوئی میسینیا (فرنچ) اور ہوگارتھ اور مارگولیوتھ (انگریز) ان لوگون نے ان کمزور خلفاء کے حالات کی طرف اشارہ کرکے مسلمانون کو یہ تلقین کرنا چاہا ہے کہ اگر خلافت عثمانیہ اسی موجودہ حالت مین رہے تو یہ احکام اسلامیہ اور اقتدار خلافت کے خلاف نہین ہے، گو ان بزرگون کے جوابات زمانۂ قیام یورپ کے مضامین مین اسی قلم سے بار بار دیئے جاچکے ہین، تاہم یہ سچ ہے کہ کسی زمانہ مین خلافت کی دنیاوی قوت اسقدر کمزور ہو گئی تھی مگر انہین عاجز اور درماندہ خلفا کے ہاتھون مین اُن طاقتور اور پُرزور سلطنتون کی باگین تھین جو اسلامی و دینی مقاصد کے لئے اِدہر سے اُدہر پھیر دی جاتی تھین، دنیا مین بیسیون مسلمان سلاطین تھے جو راہِ اسلام مین ہر چیز جو اُنکے قبضۂ قدرت مین تھی بغداد و مصر کے سریر آرائے خلافت کے پاؤن کے نیچے ڈالدیتے تھے، خود خلیفہ کی کمان مین فوج وعسکر کا بیشمار دَل نہ تھا مگر ان تمام سلاطین کی بیشمار فوجین جو دنیا کے طول وعرض مین پھیلی ہوئین اسلام کی حمایت اور مسلمانون کی حفاظت مین خلیفۂ اسلام کے تابع کیجاسکتی تھین، کیا آج بھی یہی حالت ہے؟ ہماری تمناؤن کی ایک ٹمٹماتی شمع باسفورس کے ساحل پر جل رہی تھی، آپ چاہتے ہین وہ بھی بجھ جائے۔

وفد خلافت نے ایک دفعہ انگلستان کی لیبر پارٹی کے مشیر مجلس مین اپنا مقدمہ پیش کیا برنارڈشا مشہور آیرش اہل قلم اُسکے صدر تھے، اُنھون نے رئیس وفد کی دردناک داستان کو پوری توجہ سے سُن کر نہایت سادگی سے فرمایا کہ "تم ترکون کی خلافت پر اسقدر اصرار

کیون ہے، اگر اُن سے یہ منصب چھین لیا گیا ہے تو اور مسلمان فرمانروا کے سپرد یہ کیون نہین کردیتے؟" میز کے ایک گوشہ سے مشرقی لباس مین ایک مسلمان نے آہ سرد کھینچی، اور عرض کی،

افسوس کہ قبیلۂ مجنون نکسے نماند

دول یورپ کی سیاسی چالون نے ممالک اسلامیہ مین سے ایک ایک کا خاتمہ کردیا، اب ہماری آزادی کی آخری لاش ہے جسکو آپ روند رہے ہین، اگر آج آپ ایک مسلمان حکمران ہوتے تو آپ خلیفہ ہوسکتے تھے،

تمہید نے طول کھینچا، مقصود یہ ہے کہ ہمارے پاس اب وہ ذرائع نہین جنکی قوت پر کمزور خلافت اپنے فرائض کو کسی طرح انجام دیسکے، دولت عثمانیہ کے سوا اب کون اسلامی حکومت ہے، جسمین اس بارگران کے اُٹھانے کی طاقت ہے، اب ہندوستان، ترکستان، خراسان، ایران، مصر، شام، عرب مین کون پُرزور اور طاقتور مسلمان سلاطین ہین جو اسلام کی حمایت اور حفاظت کی خاطر کسی کمزور خلیفۂ اسلام کے پاؤن کے نیچے اپنے گنجینے، اور خزانے اور اپنے لشکر اور فوج ڈالدین۔

۲- سب کو معلوم ہے کہ خلافت اموی تک یعنی آغاز اسلام سے تقریباً ڈیڑھ سو برس تک تمام ممالک اسلامیہ مشرق سے لیکر مغرب تک ہر حیثیت سے ایک ہی خلیفہ کے ماتحت تہے، اور سندھ سے اسپین تک، ایشیا، افریقہ اور یورپ تینون براعظم مین جمعہ کے روز ہر خطیب کے منھ سے ایک ہی خلیفہ کا نام نکلتا تہا، اسوقت یقیناً تمام دنیا کے مسلمانون کو یہ محسوس ہوتا ہوگا کہ وہ اس پردۂ عالم کے جس حصہ مین بھی ہون ایک ہی متحد جسد اسلامی کے اعضا ہین، ۱۳۸ھ مین عبد الرحمٰن اموی نے اندلس (اسپین) جاکر حکومت عباسیہ سے کٹکر ایک نئی

حکومت کی بنیاد ڈالی، جو پانچوین صدی ہجری تک قائم رہی، لیکن اسوقت تک جبتک
عباسیہ مین قوت رہی، وہ ادعاے خلافت کی جرارت نہ کرسکے، چوتھی صدی مین خلی
راضی باللہ کے کمزور عہد حکومت مین جب شیعی دعوت تمام عباسی حدود مملکت مین
پہیل رہی تھی، ایران و مشرق مین دیلمی شیعی بادشاہون کا تسلط ہوگیا، سواحل عرب
فارس مین قرمطی شیعون کا ظہور ہوا، افریقہ اور مغرب کو عُبیدی شیعون نے دبالیا، اور
لقب خلیفہ اختیار کیا، اسپین مین عبدالرحمن الناصر اموی نے یہ دعوی کیا کہ اب اہلسنت
وجماعت کے لئے عباسی خلیفہ کے مقابلہ مین از روے طاقت و قوت کے وہ خلافت کا
زیادہ مستحق ہے،

یہی وہ زمانہ ہے جسکی نسبت یورپ سے لیکر ہندوستان تک شور ہے کہ ایک وقت
مین متعدد خلیفہ ہوسکتے ہین، اول تو یہ سمجھ لینا چاہیے جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ
اگر احکام اسلامی کے مخالف تاریخ اسلام مین کوئی واقعہ گذرا بھی ہو تو وہ اسکے جواز اور
حلت کی سند نہین بن سکتا، آنحضرت صلعم کا صاف و صریح حکم ہے،

من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان
یشق عصاکم او لیفرق جماعتکم فاقتلوہ
(مسلم)

جو تمہارے درمیان امامت کا نیا دعوی کرے اور
سب ایک شخص پر پہلے متحد تھے اور وہ دوسرا یہ چاہے کہ
تمہاری جماعت مین تفریق پیدا کردے تو اسکو مار ڈالو

واذا بویع للخلیفتین فاقتلوا
آخرھما (مسلم)

جب دو آدمی خلافت کے مدعی ہون تو دوسرے
کو قتل کردو،

امام شافعی کتاب الرسالہ مین لکہتے ہین،

وما اجمع المسلمون علیہ ان یکون الخلیفۃ واحدا

اور جسپر تمام مسلمانون نے اجماع کیا یہ ہے کہ خلیفہ ایک ہو

ان تصریحی احکام کے بعد اس تاریخی واقعہ کی بھی تسلی کرلیجئے، جو کچھ مین نے اوپر بیان
کیا ہے، وہ حرف حرف علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفاء سے ماخوذ ہے، علامہ موصوف راضی باللہ
عباسی کے حال مین لکھتے ہین،

سنہ ۳۲۵ھ مین (بغداد کا) نظام خلافت نہایت خلل پذیر ہوگیا، تمام صوبون پر یا تو
باغیون نے قبضہ کرلیا یا ایسے گورنرون نے جو خراج نہین بھیجتے تھے، اور یہ تمام امراء الگ
الگ خود مختار بادشاہ بن بیٹھے، اور راضی کے ہاتھ مین بغداد اور عراق کے سوا کچھ نہین
رہا، اور اسمین بھی ابن رائق شرکت کا دعویدار تھا، تو جب نظام خلافت اس زمانہ مین
اسدرجہ کمزور ہوگیا اور دولت عباسیہ کے ستون اسدرجہ کمزور ہوگئے تو قرامطہ اور بدعتی
فرقون نے ملکون پر غلبہ حاصل کرلیا، اور

امیر عبدالرحمن اموی بادشاہ اندلس کی ہمت بڑھ گئی اور اس نے کہا کہ مین خلافت کا
مستحق زیادہ ہون، اور امیر المومنین الناصر لدین اللہ اپنا لقب اختیار کیا اور اندلس کے اکثر
صوبون پر قبضہ کیا اسکا بڑا رعب تھا اور لڑائیان بھی لڑا اسکی روش بھی اچھی تھی، باغیون کو
جڑسے اکھاڑ کر پھینکدیا اور ۷۰ قلعے فتح کئے، اس زمانہ مین امیر المومنین سے ملقب دنیا مین تین تھے،
خلیفہ عباسی بغداد مین، ناصر اندلس مین، اور مہدی قیروان (افریقہ) مین۔

یہ تیسرا شخص مہدی ہونے کا مدعی تھا، اور ایک نئے شیعی فرقہ کا بانی ہوا، اور اسی کے
جانشین مصر جاکر خلفاے بنی فاطمہ بنے، لیکن اسلام کے سواد اعظم اہل سنت کو ان سے
کوئی تعلق نہ تھا، اور نہ اسپین کے یہ امراء ممالک اسلامیہ مین خلفاء تسلیم ہوئے، اور نہ انکے
حدود مملکت سے باہر کبھی کسی نے ان کا نام لیا اور خود انکے ملک کے مسلمان، حجاز اور
موسم حج مین آکر خلفاے بغداد ہی کے ائمہ اور خطباء کے ماتحت اپنے فرائض ادا کرتے تھے۔

آخر مین اس سوال کا جواب دینا ہے کہ جب دنیا کے دوسرے مسلمان خاموش ہین تو ہندوستان کے مسلمان ہی سب سے زیادہ انہماک اور جوش اس مسئلہ مین کیون ظاہر کرتے ہین، سب سے پہلے تو یہ عرض کرینگے کہ ہمارے دوست نے "عدم علم" کا نام "علم عدم" رکھا، یہ سچ ہے کہ ہندوستان کے انسانون کو جو علم ریوٹر کی "وحی" اور "ٹائمز" کے "الہام" کے ذریعہ ملتا ہے، ان مین یہ معاملہ سکوت کے پردہ مین مخفی ہے، لیکن اگر عربی، ترکی اور فارسی اخبارات تک رسائی انکی ہوسکتی تو واقعات آئینہ بنکر سامنے آتے، مسلم آوٹ لک کے نمبر بھی اگر نگاہون سے گذرتے ہوتے تو یہ شبہہ نہ پیدا ہوتا، وفد خلافت کا جو پہلا جلسہ پیرس مین ہوا تھا، اسکی روداد بھی شاید پڑہی ہوگی، جسمین چین، روس، تونس، ایران، عراق، شام، اور افریقہ، مصر اور ہندوستان کے مسلمان مسئلہ خلافت کے لئے جمع ہوئے تھے، مسلم آوٹ لک کے نمبرون مین اکثر اقطاع عالم کے مسلمانون کی کوششون کے نمونے آپکو مل سکتے ہین، اور ہمارے پاس یہ مواد موجود ہے،

لیکن اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ دوسرے ممالک کے مسلمان اس فرض سے غافل ہین ہمارے دوست مسلمانان ہند کو یہ مشورہ دینگے اسلئے کہ انکو بھی غفلت کی چادر اوڑھ لینی چاہیئے، کیا اگر کل عراق و شام کے مسلمان دوسرے فرائض ترک کردین تو اس بنیاد پر ہندوستان کے مسلمانون سے بھی یہ فرض متروک ہو جائیگا؟ لیکن اسکو بھی چھوڑ کر ہم یہ کہتے ہین کہ ہان تمام دنیا کے مسلمانون سے زیادہ ہندوستان کے مسلمانون کو اس مسئلہ مین انہماک اور جوش کی ضرورت ہے کیونکہ تمام ممالک اسلامیہ مین انہی کی تعداد سب سے زیادہ ہے اسلئے کہ انکے سر اسلام کے حقوق و فرائض کا بار بھی سب سے زیادہ ہے، اور سب سے آخر اسلئے کہ اس مسئلہ مین اُنہین کا گناہ سب سے بھاری اور انہین کی فرد اعمال سب سے زیادہ سیاہ ہے، انہین کے خون اور انہین کی دولت نے اس تباہی کا بیج بویا ہے، اور انہین کی حکومت سب سے زیادہ ان تمام مصیبتون کی ذمہ دار ہے۔ والسّلام!

حکمائے مغرب اور فلسفۂ تصوف

(۱)

از مولوی عبدالماجد بی-اے

مغرب کی بلند پروازیون کا منتہی، حکمت و عقلیت ہے، وہان کے صاحبان بصیرت کی معراج کمال یہ ہے کہ مشاہدہ و تجربہ، عقل و فکر کی وساطت سے مظاہر کائنات کی توجیہ و تعلیل کیجا سکے، ڈیکارٹ، جو موجودہ فلسفیون کا آدم، اور اپنی قوت اجتہاد کے لحاظ سے عدیم النظیر سمجھا جاتا ہے، اپنے سارے نظام فلسفہ کا سنگ بنیاد اس حقیقت کو قرار دیا کہ "مین سوچتا یا فکر کرتا ہون"، کینٹ و ہیگل، بیکن و ہیوم، اسپنسر و برگسن، نیوٹن و ڈارون، ہکسلے و ہیکل کے اسمائے گرامی فہرست مشاہیر یورپ کے لئے زینت عنوان ہین، اور ان سب کی خوش آہنگیون کی آخری تان آکر عقل و استدلال یا مشاہدہ و تجربہ ہی پر ٹوٹتی ہے، لیکن مشرق کا نصب العین ہمیشہ اس سے مختلف رہا ہے، یہان یہ تخیل شروع سے قائم رہا ہے کہ انسانیت کی آخری منزل ایمان و عرفان ہے، اور اسکے وسائط و وسائل، عقل و استدلال، مشاہدہ و تجربہ نہین، بلکہ وحی و الہام، مراقبہ و مکاشفہ، تزکیۂ نفس و اصلاح باطن ہین، یہان یہ تعلیم ابتدا سے جاری رہی ہے کہ مادیات و معقولات سے ماورا ایک عالم حقائق ہے، اور اسی کے "پیامبر" انتہائی تعظیم و تکریم کے مستحق ہین، یہی باعث ہے کہ یہان جس عقیدت، خلوص و احترام کے ساتھ حضرت محمدؐ، و حضرت مسیح، زرتشت و گوتم بدھ، سری رامچندر و سری کرشن، بلکہ انکے خدام کے نام لئے

جاتے ہین، اسکا عشر عشیر بھی کپل، وچاروک، بوس، ورائے، بیرونی، دفارابی، ابن سینا، ابن رشد
کو نصیب ہنین،

اس اختلاف سرشت کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سائنس (علوم مادی) و فلسفہ حسی کا پورا
نشو ونما مغرب مین ہوا، اور اشراقیات و فلسفۂ روحانی اپنے اوج کمال پر مشرق مین پہنچے،
کیمیاوی اکتشافات، حیاتی نظریات، مادی آلات، ادر بھاپ (اسٹیم) بجلی (الکٹرسٹی) اور
ریڈیم کے مصنوعات، جو مغرب کے لئے سرمایۂ ناز ہین، مشرق مین کبھی غیر معمولی عزت وقعت
کے مستحق نہ سمجھے گئے، علیٰ ہذا فقر و زہد، جذب و سلوک، وجد و کشف کے حقایق و اسرار جو مشرق کے
توشۂ عاقبت ہین، مغرب مین عموماً ناقابل التفات سمجھے گئے، اور یہ صورت حال دونون جگہ
ابتک قائم ہے،

لیکن یہ جو کچھ کہا گیا محض اکثریت کی بنا پر صحیح ہے، ورنہ مستثنیات دونون جگہ ملتے ہین
ایک طرف مشرق مین مادی علوم کی ترقی ونشو ونما کی کافی مثالین ملتی ہین، دوسری طرف مغرب
مین بھی وقتاً فوقتاً تصوف و روحانیات کی جانب اعتنا و توجہ کے نظائر پیش نظر ہوتے رہتے
ہین، لندن کی ارسٹاٹیلین سوسائٹی (جمعیت ارسطالیسی) اسوقت برطانیہ مین فلسفہ کی
ممتاز ترین جماعت ہے، جسکے ارکان وہان کے مشاہیر حکماء و فلاسفہ ہین، حال مین اس انجمن کے
سامنے اسکے ایک فاضل رکن مسٹر کیکی کاب نے اپنا ایک مختصر رسالہ "تصوف، صحیح و باطل" کے
عنوان سے پیش کیا جس سے اسقدر تو بہرحال ثابت ہوتا ہے کہ مغرب کے بعض مستند فلاسفہ
بھی اپنی مخصوص صحبتون مین کم از کم اس موضوع کو قابل تذکرہ سمجھنے لگے ہین، اس رسالہ کے
مطالب اس قابل ہین کہ انہین ایک اجمالی تبصرہ کے ساتھ اردو مین منتقل کیا جائے، تاکہ

[۱] و [۲] قدیم ہندو حکماء، [۳] و [۴] عہد حاضرہ کے مشہور ترین ہندو ماہران سائنس،

اہل مشرق بھی مغرب کے فلسفۂ تصوف پر واقف و مطلع ہو سکین،

مصنف کے اصلی خیالات کی ترجمانی سے قبل یہ ضروری ہے کہ مغرب کے فلاسفہ و حکماء
والٰہیین ابتک جو مفہوم تصوف کا لیتے رہے ہین اسکی توضیح کر دیجائے اور اس غرض کیلئے
ذیل مین وہان کے محققین کی تعریفات تصوف درج کیجاتی ہین،

پروفیسر ہیرلڈ ہفڈنگ، جو ڈنمارک مین ایک نامور فلسفی ہوے ہین، اور نفسیات و
فلسفہ وغیرہ پر متعدد و مستند تصانیف کے مصنف ہین، اپنی تصنیف "فلسفۂ مذہب" مین
لکھتے ہین، کہ

"مذہب کی عام تعلیم کے برخلاف جسمین خارجیت، مادیت و دوئی کے عناصر پائے جاتے ہین
تصوف محض وحدت کی جانب رہنمائی کرتا ہے[۵]"

پروفیسر ایڈورڈ کیرڈ، اسکاٹ لینڈ کے ایک دقیق النظر عالم، اور علوم یونان کے ایک
متبحر فاضل ہوے ہین، اپنی ضخیم تالیف "فلسفۂ یونان مین ارتقاے شریعت" مین تحریر فرماتے ہین کہ

"تصوف نفس کی اس حالت کا نام ہے، جسمین تمام تعلقات منقطع ہو کر صرف روح
وخدا کے درمیان تعلق باقی رہجاتا ہے"۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۰)

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس، (قاموس مذاہب و اخلاقیات) مباحث
متعلقہ پر مستند تالیف ہے، اسمین ہے کہ

"عالم روحانیات سے مشغولیت کا جو جان تصوف ہے، یہ خاصہ ہے کہ عالم محسوسات
کی ذہن مین بالکل بے وقعتی ہو جاتی ہے،" (جلد ۹ صفحہ ۱۱۴)

پروفیسر اے، ای، ٹیلر، جو الٰہیات و اخلاقیات پر متعدد کتابون کے مصنف ہین،

[۵] ص ۲۱۴ Hoffding's Philosofhy of Religion،

لکھتے ہین کہ

"ہستی مطلق (باصطلاح صوفیہ) اگر ہمارے شعور مین آسکتی بھی ہو تو علم وحکمت کے ذریعہ سے نہین آسکتی، بلکہ عرفان ومعرفت کے واسطہ سے آسکتی ہے جو علم وادراک سے بالکل مختلف ایک شے ہے، اور جسکا اظہار معمولی زبان کے ذریعہ سے جو محسوسات ومدرکات کے لئے موزون ہوئی ہے ہو ہی نہین سکتا" (پرابلم آف کانڈکٹ، صفحہ ۳۰۶)

ڈاکٹر میکٹاگارٹ، جو کیمبرج مین ایک ممتاز فلسفی سمجھے جاتے ہین، فرماتے ہین کہ

"یہ عقیدہ کہ جملہ نفوس، واجب الوجود کے مظاہر وشیون ہین، اسطرح کہ یہ برابر فنا وتغیر پذیر ہوتے ہین، درآنحالیکہ واجب الوجود اپنی جگہ پر بدستور قائم رہتا ہے، ہمیشہ صوفیون مین مقبول رہا ہے، اور حکمائے مشرق نے اسے خاص اہمیت دی ہے۔" (اسٹڈیز ان ہیگلین کاسمالوجی، صفحہ ۳۳-)

ہارٹ مین، اپنا ایک ذاتی نظام فلسفہ رکھتے ہین، ایک ضمنی موقع پر ان کے ہان فقرہ آگیا ہے:-

"فلسفہ کی رفتار ترقی نام ہے اسکا کہ تخیلاتِ تصوف مین عقلیت وادراک کی آمیزش ہوتی رہے۔"

مس ہرلین کے خیال مین،

"موت وحیات دو متضاد ومتناقض چیزین ہین، لیکن تصوف ان دونون کے درمیان ہمیشہ ارتباط پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔"

نیٹل شپ کی تحقیق ہے، کہ

صحیح تصوف، اس عقیدہ کا نام ہے کہ جسقدر واقعات وحقائق ہمارے شعور مین آتے ہین

وہ سب حقیقت کے پرتو ہین" (مجموعۂ تصانیف فلسفہ، صفحہ ۳۲)

امریکہ کے مشہور فلسفی عالم پروفیسر رائس کے نزدیک،

"تصوف خرافات پرستی کا نام نہین اور نہ طلسمات وغیرہ کے اوہام سے اسے مخلوط کرنا چاہئے، بلکہ صحیح واصلی تصوف اسکا نام ہے کہ قلب پر حال کی کیفیت طاری ہوجائے مطلوب حقیقی تک رسائی ہوجائے، دوئی کا پردہ اٹھ جائے اور ظاہری اسباب وعلل کی جستجو ختم ہوجائے"

ایک جدید مصنف مسٹر اے، بی، شارپ کی شہادت ہے، کہ

"تمام حالات صوفیانہ مین قدر مشترک یہ ہے کہ وہ فوق العادۃ ہوتے ہین خدا کا علم حضوری وحالی صرف فوق العادۃ ہی طریقہ پر ہو سکتا ہے، اور اسی کا نام تصوف ہے۔"

جدید علمائے فلسفہ ومابعد الطبیعیات کے ان متعدد اقوال سے جنھین مصنف نے نقل کیا ہے، اسکا اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مغرب کے روحانی فلسفیون کے دماغون مین، تصوف کا کیا مفہوم ہے لیکن اس گروہ کے علاوہ ایک جماعت علمائے نفسیات کی بھی ہے جو ہر مسئلہ کو نفسیاتی نقطۂ نظر سے دیکھتی ہے، تصوف، بحیثیت ایک نفسی وذہنی کیفیت کے پوری طرح اسکے لئے موضوع بحث بن سکتا تھا، چنانچہ اس جماعت کے مختلف ارکان نے اس موضوع پر تفصیل سے طبع آزمائی کی جسکا ایک آدھ نمونہ ناظرین کے لئے لطف ونفع سے خالی نہوگا، اگرچہ حیرت ہے کہ ہمارے مصنف نے اس جماعت کی جانب بالکل اعتنا نہین کی ہے۔

پروفیسر ٹامس ریبو، فرانس کے نہایت مشہور عالم نفسیات ہوے ہین، اور ان کا شمار مغرب کے ممتاز ترین علمائے نفسیات مین ہے، انھون نے "سائیکالوجی آف اموشنس" (نفسیات جذبات) پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے، اور اسمین ایک پورا باب انھون نے حاسۂ

مذہبی کی تشریح و تحلیل کی نذر کیا ہے، اسمین وہ تحریر فرماتے ہین کہ مذہب کے ارتقاء کے ر[ساتھ]
رفتہ رفتہ اسمین سے عبادات و مراسم کا حصہ حذف ہوتا جاتا ہے، اور مذہب محض فلسفیا[نہ]
معتقدات کا ایک مجموعہ رہجاتا ہے، لیکن مذہب محض عقلیت کا نام نہین، جذبات مذ[ہب]
کی سرشت مین داخل ہین، بغیر جذبات کے مذہب، مذہب رہ ہی نہین سکتا ہے، اس[لئے]
مذہب جب ایک بلند ارتقائی مرتبہ پر پہنچ کر بھی مذہب باقی رہنا چاہتا ہے، تو اسکے ل[ئے]
چارہ نہین کہ اسوقت ظاہری شریعت سے الگ اسکی ایک باطنی شاخ بھی قائم ہوجاے
اسی شاخ کو تصوف کہتے ہین، علماے شریعت مذہب کے ظاہری جزو کو لے لیتے ہین
علماے باطن، مذہب کی حقیقی بنیاد، جذبات کا سررشتہ سنبھالنے لگتے ہین، یہی باعث
دنیا کا کوئی ترقی یافتہ مذہب ایسا نہین جو صوفیہ و اہل باطن کا ایک گروہ اپنے اندر نر[کھتا ہو]
یہانتک کہ

"اسلام بھی باوجود اپنی خشک توحید اور مراسم ظاہری کی قلت کے اس عالمگیر کلیہ سے
مستثنیٰ نہ رہ سکا، چنانچہ اسمین باطنی و صوفیانہ فرقون کا وجود رہ چکا ہے، اور اب بھی ہے،
ان مختلف گروہون کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمان و مکان، نسل و
عقیدہ کے اختلافات کے باوجود تمام ارباب باطن ایک ہی رشتہ اتحاد مین منسلک
اور قیود شرعیہ سے کم و بیش آزاد ہین، ان مین اتحاد پیدا کرنیوالی شے جذبات ہین،
اور اختلاف پیدا کرنیوالی عقلیت[1]"

وجد، جو اہل باطن کی اصطلاح مین ایک مخصوص روحانی کیفیت کا نام ہے، ا[سکی]
تحلیل پروفیسر ریبو یون کرتے ہین کہ وہ عناصر ذیل سے مرکب ہوتی ہے:-

[1] Ribot's "Psychology of Emotions (صفحہ ۳۱۹)

(۱) مرکزیت و یکسوئی - رقبۂ شعور تنگ و محدود ہوکر تمام تر توجہ کسی ایک ہی نقطہ پر مجتمع
ہوجاتی ہے۔

(۲) آرزوے وصل - صاحب وجد کے قلب مین اپنے معشوق کے وصال کی انتہائی
شدت کے ساتھ آرزو و تمنا ہوتی ہے، (یہی باعث ہے کہ عاشقان مجازی اور ارباب
وجد کی اصطلاحین عموماً ایک ہی ہوتی ہین[1])۔

آگے چل کر پروفیسر موصوف نے نوع انسانی کو انکے مزاج و افتاد طبیعت کے لحاظ سے
مختلف طبقات مین تقسیم کیا ہے، جسمین ایک طبقہ کا نام حساس (Sensitives)
رکھا ہے، اس طبقہ مین کچھ افراد ایسے ہوتے ہین جنکے احساسات نہایت لطیف و نازک
ہوتے ہین، اور جنکی عقلین تیز و رسا ہوتی ہین، لیکن جو قوت ارادی سے محروم ہوتے ہین عموماً
صوفیہ اور ہندو یوگی جو گوشہ نشین و تارک الدنیا ہوکر اپنے اذکار و اشغال مین مصروف رہا
کرتے ہین، اسی قبیل سے ہوتے ہین[2]،

اس نظام تحقیق مین بلند ترین طبقہ کا نام حساس فعال (Sensitive actives)
ہے، یہ وہ لوگ ہوتے ہین جنمین قوت احساس، قوت فاعلہ (ارادہ) دونون اپنے مرتبۂ کمال کو
پہنچی ہوتی ہین، دنیا کے اکابر صوفیہ جنکے بکثرت مرید ہوتے ہین اور جنکے فیوض کا سلسلہ
نہایت وسیع و عام ہوتا ہے، اس طبقہ مین شامل ہوتے ہین[3]۔

نفسیات کے ایک اور نامور عالم جرمنی کے ڈاکٹر ہیوگو منسٹربرگ ہوئے ہین جنھون نے
[...]ال مین وفات پائی ہے، اور جو مدت دراز تک امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی مین اسی فن کے

[1] Ribot's Psychology of Emotions صفحہ ۳۲۶ و ۳۲۰، [2] ایضاً صفحہ ۳۹۴، [3] ایضاً صفحہ ۴۰۰،

استاد رہے تھے، اُنھون نے اپنی کتاب "علم النفس اور زندگی" مین ایک مستقل عنوان "نفسیات اور تصوف" کا قرار دیا ہے، اور اسکے ذیل مین تصوف پر نفسیاتی نقطۂ نظر سے ایک مبسوط مضمون لکھا ہے، انکے نزدیک "مادیات و ذہنیات کے درمیان فوق العقل تعلقات پر عقیدہ رکھنے کا نام تصوف ہے[1]"، ڈاکٹر موصوف کے استقصا مین ہندوؤن کے قدیم ترین یوگ سے لیکر زمانۂ حال کے طریقۂ استحضار ارواح تک تمام عجائب وغرائب پر تصوف کا یکسان اطلاق ہوسکتا ہے[2]، لیکن اس اصول کے تسلیم کرنے کے بعد آگے چل کر جہان صوفیانہ اعمال و تعلیمات کی توضیح کی توقع ہوسکتی تھی وہان اس جرمن محقق نے اپنی توجہ کا تمام تر مرکز، موجودہ اسپریچولزم (استحضار ارواح وغیرہ) کی شعبدہ بازیون ہی کو رکھا ہے، گویا تصوف مرادف ہے، گول میز کے گرد بیٹھکر روحون کو بلانے، اُنسے سوال و جواب کرنے اور مریضون کو معمول بناکر اُنھین شفا بخشنے وغیرہ کا، اور انھین واقعات کی تشریح و تحلیل کے لئے اس نامور فاضل نفسیات نے اپنی کتاب کے پچاس پچپن صفحے وقف کردیے ہین[3]

یہ ان حکماء نفسیین مغرب کی تحقیقات کا نمونہ تھا جو تصوف کے منکر نہین بلکہ ایک گونہ ہمدردی رکھتے ہین انکے علاوہ ایک بڑا گروہ ان محققین کا تھا اور اب بھی ہے جو یا تو سرے سے عالم روحانیات کے وجود کے قطعی منکر ہین، (مثلاً جرمن محقق ہیکل) اور یا عملاً اسکے عدم وجود کے قائل ہین، (مثلاً برطانوی محقق ہکسلے) لیکن ظاہر ہے کہ منکرین و مخالفین کے خیالات کے اظہار کا یہ محل نہین،

حکماء و فلاسفہ "ارباب قال" کے پہلو بہ پہلو ایک نظر "ارباب حال" کے بیانات پر بھی

۱؎ Munsterberg's Psychology & life صفحہ ۲۲۹ ۲؎ ایضاً
۳؎ ایضاً - از صفحہ ۲۲۹ تا ۲۸۲ -

کرنا چاہیئے کہ خود انھون نے اس باب مین کیا تصریحات دنیا کے سامنے پیش کی ہین "اہل تصوف دنیا کے ہر مذہب و ملت مین ہوئے ہین، خصوصاً ہندوؤن کے مذہب و فلسفہ کا تو جزو اعظم تصوف ہی ہے، لیکن بحث کو سمیٹنے کے لئے اس مضمون مین صرف مسلمانون کے تصوف سے استناد کیا جائیگا -

ابو محمد رویم جو جنید بغدادی کے خاص احباب، اور قدیم ترین صوفیاے اسلام مین سے ہوئے ہین، اُنسے لوگون نے تصوف کی ماہیت دریافت کی تو انھون نے کہا کہ

"صوفی وہ ہے جو نہ کسی شے کا مالک ہو اور نہ کوئی شے اسکی مالک ہے[1]"

تصوف کی حقیقت اُنھون نے یہ بیان کی کہ

"وہ اشیاء کے درمیان ترک تفاضل کا نام ہے یعنی ہر شے کو یکسان سمجھنا[2]"

ایک اور موقع پر انہی بزرگ سے یہ بھی منقول ہے کہ

"تصوف، اعمال حسنہ کی پابندی کا نام ہے[3]"

اُن کے ارشاد کے مطابق تصوف کی بنیاد خصائل ذیل پر ہے: -

"فقر[1] و محتاجی کو اختیار کرنا، بذل[2] و ایثار مین مشغول رہنا، اور اعراض[3] و اختیار (الفت و رغبت) دونون سے آزاد ہوجانا[4]"

انھین کا ایک قول یہ بھی منقول ہے، کہ

"توحید حقیقی آن است کہ فانی شوی در ولاے اُو از ہواے خود، در وفاے اُو از جفاے خود، تا فانی شوی کُل بکُل[5]"

۱؎ نفحات الانس، جامی، صفحہ ۹۶ (مطبوعہ نولکشور) ۲؎ ایضاً، ۳؎ تذکرۃ الاولیاء عطار، جلد ۲ صفحہ ۲۶
(مطبوعہ لندن) ۴؎ ایضاً - ۵؎ ایضاً،

امام ابو محمد جریری سے، جنہین جنید بغدادی نے اپنا ہمعصر قرار دیا تھا،[1] تصوف کی بابت سوال کیا گیا تو اُنہون نے فرمایا کہ

الدخول فی کل خلق سنی والخروج عن کل خلق دنی	وہ ہر اعلیٰ خلق مین در آنا اور ہر ادنی خلق سے نکل جانا ہے

شیخ شہاب الدین سہروردی ایک حدیث نبوی سے استناد کرکے لکھتے ہین کہ

فالفقر کاین فی ماھیة التصوف	فقیری تصوف کی ماہیت مین داخل اور اسکی
وھو اساسہ وبہ قوامہ،	بنیاد اور اُسکا قوام ہے،[2]

جنید بغدادی سے جو آج تک صوفیاے اسلام مین سید الطائفہ کے لقب سے مشہور ہین تصوف کی ماہیت وحقیقت سے متعلق بکثرت اقوال منقول ہین، جنمین سے چند بیان درج کئے جاتے ہین،

"گفت تصوف ذکرے است با اجتماع، و وجدے است با استماع، وعملے ست با اتباع"

(تذکرة الاولیا عطار)

"گفت، تصوف اصطفاست ہر کہ گزیدہ شد از ماسوے اللہ او صوفی ست" (ایضاً)

"تصوف ذکرے ست پس وجدے ست پس نہ این است نہ آن تا نماند چنانکہ نبود" (ایضاً)

اقوال ذیل بھی انہین کی جانب سے منسوب ہین،[4]

"تصوف اسکا نام ہے کہ خدا تجھے تجھکو مردہ کردے، اور اپنی جانب زندہ کردے"

"تصوف کے معنی یہ ہین کہ تو خدا کے ساتھ براہ راست وبلا واسطہ رہے"

"صوفی کی مثال زمین کی سی ہے کہ اسمین نجاست وگندگی ڈالی جاتی ہے مگر وہ

[1] تذکرة الاولیا عطار جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، [2] عوارف المعارف شہاب الدین سہروردی صفحہ ۳۰ (مطبوعہ مصر) [3] ایضاً م ۲۹
[4] تذکرة الاولیا عطار جلد ۲ صفحہ ۲۷، عوارف المعارف مین بھی ان مین سے اکثر اقوال مندرج ہین۔

اس سے پاکیزہ وصاف ہی ہوکر برآمد ہوتی ہے"

"صوفی وہ ہے کہ اسکا وجود خدا کے ساتھ ہو اور وہ اسکے سوا اور کچھ نہین جانتا"

"صوفی وہ ہے جسکا دل مثل قلب ابراہیم کے دوستی دنیا سے خالی اور فرمان خداوندی کی تعمیل کے لئے مستعد ہو، جسکی خوے تسلیم مثل تسلیم اسمعیل کے ہو، جسکا اندوہ مثل اندوہ داؤد کے ہو، جسکا فقر مثل فقر عیسیٰ کے ہو، جسکا صبر مثل صبر ایوب کے ہو، جسکا شوق مثل شوق موسیٰ وقت مناجات کے ہو، اور جسکا اخلاص مثل اخلاص محمد کے ہو"

انھون نے اس مرتبہ کے حصول کا جو طریقہ بتایا ہے، اس سے بھی اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے، فرماتے ہین، کہ

"ہم نے تصوف کو قیل وقال، جنگ وجدل سے نہین حاصل کیا ہے، بلکہ گرسنگی، بیخوابی، ترک دنیا، و ترک لذات ومرغوبات سے حاصل کیا ہے"[1]

ائمہ تصوف نے ولایت وولی کی تعریف یہ کی ہے،[2]

الولایة ھی عبارة عن فناء العبد	ولایت کے معنی حق مین بندہ کے فنا ہوجانے اور
فی الحق وبقائه به فالولی ھو الفانی	حق کے ساتھ اُسکے باقی رہنے کے ہین، اور ولی وہ ہے
فیه والباقی به،	جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو۔

مولانا جامی، ولی کی تعریف مین ابو علی جوزجانی کا مقولہ نقل کرتے ہین،[3]

الولی ھو الفانی من حاله والباقی فی	ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہوجاے اور صرف مشاہدہ
مشاھدة الحق، لم یمکن له عن نفسه	حق مین باقی رہجائے، اسکے واسطے یہ ممکن ہی نہو کہ اپنے سے خبر
اخبار، ولا مع غیر الله قرار	رکھہ سکے اور خدا کے ماسوا کسی شے سے اُسکو قرار نہو۔

[1] تذکرة الاولیا جلد ۲ صفحہ ۸، [2] نفحات الانس صفحہ ۴، [3] ایضاً،

ابراہیم ادہم نے ایک شخص سے فرمایا کہ اگر تو مرتبۂ ولایت تک پہنچنا چاہتا ہے تو

لا ترغب فی شیٔ من الدنیا والآخرۃ وافرغ نفسک للہ تعالیٰ واقبل بوجھک علیہ۔

دنیا و عقبیٰ مین کسی شے کی جانب رغبت نہ کر، اپنے تئین صرف خدا کے لئے فارغ رکھ، اور اپنی توجہ تمامتر اسی کی جانب کردے[1]۔

سرخیل متقدمین، شیخ معروف کرخی تصوف کی یہ حقیقت بیان کرتے ہین:۔

التصوف الاخذ بالحقایق والیأس مما فی ایدی الخلایق، فمن لم یتحقق بالفقر لم یتحقق بالتصوف،

تصوف نام ہے حصول حقایق کا، اور املاک خلق سے بے نیازی کا، پس جو شخص صاحب فقر نہین وہ صاحب تصوف بھی نہین[2]،

شبلی نے اسی متن کی شرح مین کہا ہے، کہ

"فقیر وہ ہے جو حق کے سوا اور ہر شے سے بے نیاز ہو[3]۔"

شیخ وقت، مظفر قرمینی کا مقولہ تھا کہ سچا فقیر وہ ہے جو خدا تک کا محتاج نہو[4]، یعنی اُسے خدا پر اسقدر اعتماد ہو، اور وہ وظایف عبودیت مین اس درجہ منہمک و مستغرق ہو کہ اُسے خدا کے سامنے بھی اپنی کسی عرض و معروض کے پیش کرنے کی مہلت نہو[5]۔

متقدمین صوفیہ مین امام عبدالکریم ابوالقاسم قشیری (۳۷۶ھ تا ۴۶۵ھ) ایک بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہین، اُن کا رسالہ قشیریہ، صوفیانہ لٹریچر مین خاص مرتبۂ استناد رکھتا ہے، اس کتاب مین ایک مستقل باب ماہیت تصوف پر رکھا ہے، جسمین اُنھون نے اکابر صوفیہ کے اقوال جمع کر دیئے ہین، جو زیادہ تر وہی ہین جو اُوپر دوسرے حوالون سے گذر چکے ہین، ایک

[1] نفحات الانس صفحہ ۸ [2] عوارف المعارف صفحہ ۳۰، [3] ایضاً، [4] ایضاً [5] دور حاضرہ کے ایک نامور صوفی حاجی وارث علی شاہ (دیوہ) کا بھی لبعینہ یہی مقولہ تھا۔

آدھ مقولہ اور بیان درج کیا جاتا ہے[1]۔

"تصوف نام ہے اپنے نفس کو تمامتر ارادۂ الٰہی کے تابع بنا دینے کا۔"

"صوفی وہ ہے جو نہ کسی کا مالک ہو، نہ کوئی اسکا مالک ہو[2]۔"

"تصوف کے معنی محض انقیاد حق کے ہین۔"

"صوفی وہ ہے کہ کوئی شے اس سے مکدر نہین ہوتی بلکہ ہر شے اس سے صفائی و جلا پاتی ہے۔"

"تصوف یہ ہے کہ جاہ کو بالکل ساقط کر دیا جاے اور دنیا و عقبیٰ دونون مین رسوائی کو قبول کر لیا جاے۔"

"غوث اعظم" شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی مرتبۂ و جلالت سے مسلمانون کا بچہ بچہ واقف ہے، اُنکی خاص تعلیمات تصوف اُنکے رسالۂ فتوح الغیب مین محفوظ ہین، اسمین وہ طالب تصوف کو یہ تعلیم دیتے ہین کہ جو کیفیات ثلٰثہ عام مومنون پر کبھی کبھی گذرتی ہین، انہین وہ اپنے اُوپر ہر صورت اور ہر حال مین لازم کرلے، وہ کیفیات ثلٰثہ یہ ہین[3]۔

امر تمثیلہ، نہی یجتنبہ، قدر یرضی بہ،

امر الٰہی کی تعمیل، نہی الٰہی سے اجتناب، اور قضاے الٰہی پر رضا۔

طالب کو چاہیئے، کہ

فلینبغی لہ ان یکن ھمہا قلبہ و لیحدث بہما نفسہ ویاخذ الجوارح بہا فی سایر احوالہ

لازم کرلے اپنے قلب پر ان چیزون کا قصد، اپنے نفس پر انہین چیزون کی حکایت، اور اپنے اعضا پر انکے مطابق عمل ہر حال مین[4]،

[1] رسالہ قشیریہ صفحہ ۱۶۰ (مطبوعہ مصر) [2] جامی نے یہ قول رویم کی جانب منسوب کیا ہے، جیسا کہ اُوپر گذر چکا ہے، امام قشیری اسے سمنون کی زبان سے نقل کرتے ہین، [3] فتوح الغیب صفحہ ۹ (مطبوعہ نولکشور) [4] ایضاً۔

چوتھی صدی ہجری مین ابونصر سراج ایک جلیل القدر صوفی گذرے ہین، جنکی مشہور تصنیف کتاب اللمع کو یورپ نے حال مین بڑی تلاش وجستجو کے بعد شائع کیا ہے، یہ کتاب اسلامی تصوف کے ابتدائی دور کی بہترین شارح اور مستند ترین تاریخ ہے، چنانچہ بعد کو علما صوفیہ مین جتنی کتابین مستند قرار دیگئی ہین، مثلاً طبقات الصوفیہ، حلیۃ الاولیا، کشف المحجوب عوارف المعارف، رسالہ قشیریہ، تذکرۃ الاولیا وغیرہ، ان سب کا ایک بڑا ماخذ یہی کتاب اللمع ہے، اسمین ذوالنون مصری کے الفاظ ذیل منقول ہین،

سُئل ذوالنون المصری رحمہ اللہ عن الصوفی فقال ھو الذی لایتعبہ طلب ولا یزعجہ سلب	صوفی وہ ہے کہ نہ کسی شے کی طلب اسکو تھکائے اور نہ کسی شے کا سلب ہونا اسے جگہ سے ہلاسکے[1]

اُنہین کا یہ بھی ارشاد ہے،

ھم قوم آثروا اللہ علی کل شئی، فاثرھم اللہ علی کل شئی۔	صوفیون کا وہ گروہ ہے جس نے اللہ کو سب چیزون پر اختیار کیا، پس اللہ نے بھی اسکو سب پر برگزیدہ کیا[2]

عمر بن عثمان مکی کا قول بھی اسی کتاب مین منقول ہے۔

سُئل عمرو بن عثمان المکی رحمہ اللہ عن التصوف فقال ان یکون العبد فی کل وقت بما ھو اولی فی الوقت	تصوف سے یہ مراد ہے کہ بندہ ہر وقت اسی شغل مین مصروف رہے جو اسوقت کے لئے اول و افضل ہو[3]

شیخ شہاب الدین سہروردی بیسیون تعریفات تصوف کو نقل کرکے خاتمہ بحث پر اپنی ذاتی تحقیق لکھتے ہین، کہ

فنقول الصوفی ھو الذی یکون دایم التصفیۃ لا یزال یصفی الاوقات	صوفی وہ ہے جو ہمیشہ تصفیہ قلب رکھتا ہے، ہمیشہ اپنے اوقات کدورت سے پاک رکھتا ہے

[1] کتاب اللمع صفحہ ۲۵ (مطبوعہ لندن) [2] ایضاً [3] ایضاً۔

عن شوب الاکدار بتصفیۃ القلب عن شوب النفس، ویعینہ علی ھذہ التصفیۃ دوام افتقارہ الی مولاہ۔	اسکا قلب نفس کی کدورت سے پاک رہے اور اس تصفیہ قلب کو مدد اس سے پہنچتی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے پروردگار کا محتاج رہتا ہے[1]

تصوف کی جو تعریف خود صوفیہ اپنی زبان سے کرتے ہین، نیز اسکا جو مفہوم حکمائے مغرب لیتے ہین، دونون کی تصریحات اوپر گذر چکین، اُن کا مقابلہ کرنے سے صاف نظر آجائیگا کہ تصوف کا جو مفہوم بعض مغربی نفسیین وفلاسفہ لے رہے ہین، مثلاً یہ کہ وہ استحضار ارواح کا نام ہے، اسے تو تصوف سے کوئی واسطہ ہی نہین، البتہ بعض دوسرے مغربی نے اسکا جو مفہوم سمجھا ہے، مثلاً پروفیسر کیرڈ کی یہ تعریف کہ "تصوف نفس کی اس حالت کا نام ہے جسمین تمام تعلقات منقطع ہوکر صرف روح وخدا کے درمیان تعلق باقی رہجاتا ہے"۔ اس قسم کی تعریفات، خود اہل تصوف کے پیش کردہ معیار کے بہت قریب آجاتی ہین، پھر بھی بحیثیت مجموعی اہل تصوف کے تصوف، اور اہل حکمت کے تصوف کے درمیان وہی فرق رہجاتا ہے، جو "شنیدن" و "شدن" یا "قال" و "حال" کے درمیان ہوتا ہے۔

(باقی)

[1] عوارف المعارف، صفحہ ۳۲،

انگریزون کی ترقی کا راز

(ایک فرانسیسی مصنف کے نقطۂ نظر سے)

(۲)

از مولوی محمد سعید صاحب انصاری رفیق دار المصنفین

طرز معاشرت کا موازنہ

لیکن اس طریقہ تربیت کا فرق سب سے زیادہ انگریزون اور فرانسیسیو[ن] کے طرز معاشرت مین نظر آتا ہے، اسلئے موسیو دیمولان نے ان دونون قومون کی حیات خصوصی کا بھی موازنہ کیا ہے،

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسکا آبادی پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے، چنانچہ مردم شمار[ی] کے کاغذات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کی آبادی روز بروز کم ہو رہی ہے، اس [کے] اسباب اگرچہ علماے اقتصاد نے مختلف بیان کئے ہین، اور موسیو ناڈیک نے اپنے رسال[ہ] مین انکی تعداد سترہ تک بتلائی ہے، لیکن درصل ان سب کا مرجع صرف دو قسم کے اسباب ہ[ین] اسباب باطلہ اور اسباب ثانویہ، اسباب باطلہ مین تین سبب بتلاے گئے ہین، جنمین ایک یہ ہے کہ فرانس کی قوت تولید طبعی طور پر کمزور واقع ہوئی ہے، چنانچہ موسیو ناڈیک نے لکھا ہے کہ

"تولید کی طبعی قوت تمام قومون مین مساوی نہین ہے، کیونکہ اسمین آب و ہوا، تمدنی اور اقتصادی حالات، اور خصوصیات ملک کو بھی بہت بڑا دخل ہوتا ہے × × × قوت تولید چینی عورتون مین زیادہ، اور بیرن عورتون مین کم ہوتی ہے، کہا جا سکتا ہے کہ تمام لٹین قومین بالخصوص فرنچ قوم، سلافی اور سکسن اقوام سے قوت تولید مین کمزور ہے،

اس بنا پر ہمارا درجہ اس خاص معاملہ مین دوسری اقوام سے بہت زیادہ پست ہے[۱]"

لیکن یہ نظریہ استقرا سے غلط ٹہرتا ہے کیونکہ

"اگر یہ صحیح ہے تو پھر شورش کے زمانہ مین جبکہ فرنچ قوم نہایت کثرت کے ساتھ کناڈا، لوبزیان، ہندوستان، سینٹ ڈومینگ، جزیرہ فرنسہ، باربونیا، اور اٹلی وغیرہ مین پھیلی ہوئی تھی اسکی کیا توجیہ کیجائیگی؟"[۲]

نیز فرانس کے بعض حصون مثلاً بردٹون مین جو حیرت انگیز طور پر آبادی ترقی کر رہی ہے اور جسکے نسبت خود ناڈیک نے لکھا ہے کہ

"اگر تمام صوبون مین تولید کا یہی اوسط ہو تو پھر ہمکو اپنے ہمسایہ قومون پر رشک کرنے کی ضرورت نہین"[۳]

اسکا کیا سبب قرار دیا جائیگا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس مین قوت توالد و تناسل کی کمی کا کوئی طبعی سبب موجود نہین ہے، اور جب کوئی طبعی سبب موجود نہین ہے تو پھر ہمکو ان خارجی اسباب کا پتہ لگانا چاہیئے جنھون نے اسکی قوت تولید کو ضعیف کر دیا ہے، اس بنا پر علماے اقتصاد نے اسکے سات اسباب اور بتلاے ہین، جو اسباب ثانویہ کے نام سے مشہور ہین، لیکن یہ اسباب بھی حقیقی طور پر موثر نہین ہو سکتے، اسلئے ایک عام اور ہمہ گیر سبب کے تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اور وہ دیمولان کے نزدیک

"خاندان کی وہ حالت ہے جو فرانسیسی تمدن سے پیدا ہو گئی ہے"[۴]

لیکن یہ حالت نہایت تشویش ناک ہے کیونکہ فرانس کی آبادی روز بروز کم ہو رہی ہے اور دوسرے ممالک کے باشندے نہایت کثرت کے ساتھ فرانس کی طرف ہجرت کر رہے ہین،

---

[۱] سر تقدم الانگلیز صفحہ ۱۲۹، [۲] ایضاً [۳] صفحہ ۱۳۰ [۴] صفحہ ۱۴۰۔

جنکی نسل حیرت انگیز طور پر بڑھ رہی ہے، اسلئے ضرورت ہے کہ چین کی طرح فرانس مین بھی ایک دیوار قائم کی جائے، جو ان اجنبی قومون کے عناصر کو اسکے حدود مین داخل ہونے سے روک دے، لیکن جبکہ وہان اس قسم کی کوئی مادی دیوار موجود نہین ہے تو ہمکو اس روحانی دیوار کا پتہ لگانا چاہیئے جسکو سکسن انگریزون نے اپنی قومیت کے تحفظ کے لئے قائم کیا ہے لیکن یہ دیوار صرف نظام تربیت کی مضبوط چٹان پر قائم ہو سکتی ہے، اسلئے سب سے پہلے ہمکو نظام تربیت ہی مین تغیر پیدا کرنا چاہیئے،

انگریزون نے تربیت کا جو نظام قائم کیا ہے وہ بالکل طبعی ہے، اسلئے اس سے افراد مین ذاتی ہمت پیدا ہوتی ہے، وہ اپنی زندگی کا خود سامان مہیا کرتے ہین، اور ماں باپ کو اُنکے لئے معاش کی فکر نہین کرنا پڑتی، بخلاف اسکے فرانس کا نظام بالکل غیر طبعی ہے اسلئے وہان بیکار، کاہل، مفت خور، اور عیاش لوگ پیدا ہوتے ہین، جنمین ذاتی ہمت بالکل مفقود ہوتی ہے اور وہ سامان معیشت کے مہیا کرنے سے قاصر رہتے ہین، اس بنا پر والدین کو انکی کفالت کرنا پڑتی ہے، اور جب اس قسم کے لوگون کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے تو مورث خاندان کو اپنے دیوالیہ پن کا اعلان کرنا پڑتا ہے کیونکہ ایک بڑے خاندان کی پرورش کرنے کی وجہ سے اُسکی جائداد پر بار پڑتا ہے اور وہ رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ فرانسیسی نکاح سے عام طور پر جی چراتے ہین[1]، اور جن لوگون کے ایک دو بچے پیدا ہو جاتے ہین وہ اُنکو نہایت غنیمت سمجھتے ہین، اور اس سے زیادہ کی ضرورت نہین سمجھتے، یہی وہ حالت ہے جو دیمولان کے نزدیک

"فرانسیسی تمدن سے پیدا ہوگئی ہے"

اور واقعات شاہد ہین کہ اسکا فرانس کی قوت تناسل پر نہایت گہرا اثر پڑا ہے،

[1] سر تقدم الانکلیز صفحہ ۱۲۹ [2] صفحہ ۱۳۰،

(۲) دولت و ثروت کی کثرت مین فرانس ضرب المثل ہے، انزوان کمپنی، سویز کمپنی، اور پیرس کے الکٹرک کمپنی نے اپنے شرکا کو جو منافع تقسیم کئے ہین انکی تعداد سے تمام عالم متحیر ہے، پیرس کے بنکون نے دنیا کی بڑی بڑی سلطنتون (ٹرکی، ہانڈ راس، وینزویلا، اسپین، ارجنٹائن، پیرو وغیرہ) کو اپنا قرضدار بنالیا ہے، لیکن بااین ہمہ فرانس کی مالی حالت خطرہ مین ہے، کیونکہ اسکے نظام تربیت نے لوگون کو زراعت، تجارت، اور صنعت و حرفت سے ہٹا کر حکومت کے آستانہ پر کھڑا کر دیا ہے، اسلئے انکی تنخواہون سے جو کچھ پس انداز ہوتا ہے وہ بنکون یا کمپنیون مین جمع ہو جاتا ہے، اس بنا پر بنکون کی تعداد بڑھ گئی ہے اور آمدنی کے تمام ذرائع انھین سے وابستہ ہوگئے ہین، لیکن بنکون کی یہ حالت[2] ہے کہ انکے سرمایہ کا بہت بڑا حصہ اغیار و اجانب کے ہاتھون مین چلا گیا ہے، جسکے واپسی کی بہت کم امید ہے اور اگر خدانخواستہ یہ صورت پیش آگئی تو پھر فرانس کا خاتمہ ہے، کیونکہ حصول دولت کے موجودہ ذرائع اسکے پاس مفقود ہین، اور قدیم ذرائع (کوئلہ کی کان کنی) پر اغیار کا قبضہ ہو چکا ہے،

بخلاف اسکے انگریزون کے نظام تربیت نے انکو حکومت کی آستان بوسی سے بے نیاز کر دیا ہے اسلئے وہ زراعت، تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف مائل ہوگئے ہین، اور ان چیزون مین انھون نے حیرت انگیز طور پر ترقی کرلی ہے، اسلئے وہ اپنی دولت بنکون کے بجائے انھین چیزون پر صرف کرتے ہین، جنمین نقصان کا احتمال کم ہوتا ہے، اور دولت انکے قبضہ سے نہین نکلتی،

(۳) دونون قومون کے نظام اخلاق مین عظیم الشان فرق پایا جاتا ہے، مثلاً ایک انگریز مسرت خیز زندگی کا عادی ہوتا ہے، سلف ہلپ (اپنی مدد آپ کرنا) کو پسند کرتا ہی سیاست سے بے تعلق رہتا ہے، عیش پسندی کے ساتھ چست و چالاک ہوتا ہے، صفائی اور پاکیزگی کا ہمہ

وقت خیال رکھتا ہے، فطرۃً آزاد اور خود مختار ہوتا ہے، اور اُسکو وہ "حقیقی زندگی"[1] سمجھتا ہے
کیونکہ یہ تمام اعمال وافعال اس نظام تربیت کا پرتو ہین جس نے اسکے ملک مین آزادی کی
رُوح پھونکدی ہے، بخلاف اسکے ایک فرنچ کے حالات، اخلاق وعادات اور اغراض و
مقاصد سے ایک بے لطف زندگی، توکل، اعتماد علی الغیر، سیاست سے تعلق، عیش پسندی،
کاہلی، مفت خوری اور گندگی کا پتہ چلتا ہے، جو اس نظام تربیت کا نتیجہ ہے، جس نے اُسکو
بال بال غلامی کے شکنجہ مین جکڑ دیا ہے،

(۴) علم الاقتصاد اور علم الاجتماع کے ماہرین نے انسان کے طرز معاشرت مین مکان کو
بھی بہت زیادہ اہمیت دی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اسکا اثر انگریزون اور فرانسیسیون کی
زندگی مین نمایان طور پر مختلف نظر آتا ہے، چنانچہ

"اتکالی قومین مکان کو ایک مادی چیز کی حیثیت سے دیکھتی ہین اور استقلالی (آزاد)
قومین اسکو صرف ایک معنوی چیز سمجھتی ہین"[2]

یعنی

"اتکالی قومون کے نزدیک گھر سے مراد تمام اثاثہ، عمارت، زمین، اہل وعیال، اور
قرب وجوار کے لوگ ہوتے ہین، اسلئے اُن کا خیال انہین چیزون مین اُلجھ کر رہجاتا ہے کیونکہ
انکی ایک خاص خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے نفوس کی بہ نسبت ان چیزون زیادہ اعتماد
کرتی ہین[3] ـ ×××× بخلاف اسکے استقلالی قومون کے افراد قبیلہ، خاندان، اور تعلقات پر
مطلق اعتماد نہین کرتے، بلکہ انکو ان مصنوعی ظروف پر اعتماد ہونے کے بجاے خود اپنی نفوس پر
اعتماد ہوتا ہے[4]"

۱ سر تقدم الانکلیز صفحہ ۱۶۹ ۲ صفحہ ۱۸۳ ۳ ایضاً ۴ صفحہ ۱۸۶،

اسلئے آزاد قومین مختصر ایکمنزلہ، اور ہوادار مکان مین رہتی ہین جسکے گرد باغ یا کھیت ہوتی ہین
اور جو صرف انکے بال بچون کے لئے کافی ہوسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انگریز شہر سے باہر رہنا
پسند کرتے ہین، اور اُنکے شہرون کی وسعت آبادی کی بہ نسبت کہین زیادہ ہوتی ہے، اور چونکہ
انکے مکانات نہایت مختصر اور معمولی درجہ کے ہوتے ہین اسلئے انکو ان مکانات کے چھوڑ
دینے مین مطلق تامل نہین ہوتا، اور وہ جہان چاہتے ہین ہجرت کرکے چلے جاتے ہین، بخلاف
اسکے اتکالی قومین بڑے بڑے عالیشان مکانات مین رہتی ہین اور اُن مین کئی کئی خاندان
آباد ہوتے ہین، اسلئے انکی عزت وعظمت تمامتر انہین مکانات کے اندر سمٹ آتی ہے اور
انکے پاؤن کی بیڑی بنجاتی ہے جس سے وہ باہر نکلنے کے قابل نہین رہتے، اسکا یہ اثر ہوتا ہے کہ
انکو حقیقی عظمت اور آزادی کا احساس تک نہین ہوتا اور اسلئے وہ ترقی کرنے سے معذور
رہتے ہین،

اسی کا یہ اثر ہے کہ آزاد قومون مین ادنیٰ طبقہ حیرت انگیز طور پر ترقی کر رہا ہے، چنانچہ
موسیو کلیفلنڈ جو ابتداءً ایک بنئے کا ملازم تھا ترقی کرکے یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ کا پریسیڈنٹ
ہوگیا، لارڈ گلاسکو نیوزیلینڈ کا گورنر ایک ملاح کا لڑکا تھا، اور فرنکلین جو تمام دنیا مین مشہور ہے
محض ایک معمولی صناع تھا[1]، اور یہی وجہ ہے کہ سکسن انگریزون مین خدمتگار بہت کم ملتے ہین،
چنانچہ انگلستان مین عموماً سلیٹی، جرمن، یا لاطینی ان خدمات کو ادا کرتے ہین[2]، اسی کا اثر ہے کہ
اعلیٰ طبقہ کو بھی اپنی سطح سے اُتر آنا پڑا ہے چنانچہ انگلستان کے امرا اور لارڈ تک تھرڈ کلاس مین
سفر کرنے کے عادی ہوگئے ہین، اور یہ خود ریلوے کی رپورٹون سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ ایک
ریلوے کمپنی نے جب فرسٹ کلاس کو توڑنا چاہا تو اسکی یہ وجہ بیان کی کہ ڈیوک چیمبرلین جو

۱ سر تقدم الانکلیز صفحہ ۱۹۷ ۲ صفحہ ۱۹۶،

ملکہ کے داماد ہین ہمیشہ تھرڈ کلاس ہین سفر کرتے ہین[1]،

حیات عامہ کا موازنہ انگریز اور فرنچ قوم کے طریقہ تعلیم، تربیت، اور طرز بود و باش مین جو عظیم الشان اختلاف پایا جاتا ہے وہ انکی حیات عامہ کے ہر شعبہ سے نمایان ہے،

(۱) تمام سلطنتون مین اہل سیاست کا ایک گروہ ہوتا ہے جو انگلستان مین بھی موجود ہے لیکن انمین اور دوسرے اہل سیاست مین زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ قومی نیابت کے عناصر قوم کے جذبات وخیالات کے ساتھ ساتھ متغیر ہوتے رہتے ہین اور جو فریق غالب ہوتا ہے اُسی کی راے مانی جاتی ہے، اسلئے اسکی سخت ضرورت ہی کہ اہل سیاست کے انتخاب مین اس بات کا لحاظ رکہا جاے کہ وہ سوسائٹی کے کن کن طبقون سے منتخب ہورہے ہین ؟ اور اُنکی تعداد مین کیا تناسب پایا جاتا ہے ؟ چنانچہ انگریزون نے اسکا آتنا لحاظ رکہا اور ممبرون کی تعداد مین ایسا توازن قائم کیا ہے کہ اُن کا انتخاب بالکل انتخاب طبعی بنگیا ہے، بخلاف اسکے فرانس مین انتخاب بالکل غیر طبعی اصول پر ہوتا ہے جو ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوسکتا ہے،

فرنچ پارلیمنٹ		انگلش پارلیمنٹ	
کاشتکار	۷۲	کاشتکار	۱۳۲
صناع	۴۱	صناع	۱۳۱
تجار	۲۲	تجار	۱۰۰
اہل ادب (ڈاکٹر، اڈیٹر، وکلا، وغیرہ)	۲۷۰	اہل ادب	۱۰۷
فوج	۶	فوج	۶۶
عہدہ داران حکومت	۹۵	عہدہ داران حکومت	۴۷

[1] سر تقدم الانگلیز صفحہ ۱۵۸-

انگریزی پارلیمنٹ کے اسی انتخاب طبعی کو دیکھکر بوسیو ٹائن نے لکھا ہے کہ

"ہمکو انگریزی سلطنت کے استحکام پر تعجب ہوتا ہے لیکن اسمین تعجب کی کوئی بات نہین کیونکہ وہ ان زندہ عناصر کا جو تمام دنیا مین پہیلے ہوئے ہین ایک صحیح خلاصہ ہے[1]"

(۲) اشتراکیت کا خیال سب سے پہلے جرمنی مین پیدا ہوا اور پھر فرانس، روس، اٹلی، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، بلجیم، پولینڈ، رومانیا، غرض یورپ کے تمام حصون مین پہیل گیا، لیکن جن ممالک مین سکسن عنصر غالب تہا وہان اس مذہب کو سخت ناکامی اٹہانی پڑی، اسکی وجہ یہ ہے کہ تمدنی تغیرات وانقلابات کی حالت بالکل ایک بیج کی سی ہوتی ہے جو تمام دنیا مین یکسان طور پر نہین اُگتا، بلکہ اسکے لئے زمین کی قابلیت شرط ہوتی ہے، اس بنا پر چونکہ جرمنی کی سرزمین مین اشتراکیت کے برگ و بار پیدا کرنے کی زیادہ قابلیت موجود تھی اسلئے

"اشتراکیت کی فوج نے وہان ڈیرے ڈالدیئے اور فلسفیانہ حیثیت سے تربیت پائی[2]"

لیکن جن ممالک مین اس بیج کے قبول کرنے کی قابلیت مفقود تھی انہون نے اپنے کو

"اشتراکیت کے عناصر سے پاک رکہا[3]"

کیونکہ اس مذہب کا منشا یہ ہے کہ

"تمام اجتماعی مسائل کو قانون اور سلطنت کے ذریعہ سے عل کیا جاے اس طرح کہ سلطنت کو ریاست عامہ حاصل ہو اور وہ رعایا کے تمام جذبات، خیالات اور احساسات کا مرکز بنجاے[4]"

اس بنا پر جن قومون کے نظام سیاست مین غلامی کی روح موجود تھی وہ فطرۃً اس مذہب کی طرف مائل ہوگئین، لیکن انگریز فطرۃً آزاد پیدا ہوتے ہین اسلئے

[1] سر تقدم الانگلیز صفحہ ۲۳۲ [2] صفحہ ۲۳۵ [3] صفحہ ۲۵۱ [4] صفحہ ۲۳۶،

"انکی طبیعت کسی جھنڈے کے نیچے جمع ہونے یا کسی مشترک کام کے لئے شخصی آزادی کو کھو
بیٹھنے سے ابا کرتی ہے[1]"

اور اسلئے وہ اشتراکیت کی طرف مائل نہین ہوتے،

(۳) وطنیت کا خیال ہمیشہ سے تمام دنیا مین پایا جاتا ہے، لیکن اسکی نوعیت ہر زمانہ مین بدلتی رہتی ہے، آج دنیا مین تین قسم کی وطنیت پائی جاتی ہے، مذہبی وطنیت، جو عرب، ترک اور ترکمان وغیرہ مین موجود ہے، سیاسی وطنیت جو جرمن، فرانس، روس، اٹلی اور اسپین وغیرہ مین ہے اور شخصی وطنیت جو انگریزون مین پائی جاتی ہے، ان مین سے پہلی قسم صرف افریقہ اور دیگر وحشی ممالک تک محدود ہے، اور چونکہ متمدن دنیا پر اسکا کوئی اثر نہین پڑتا اسلئے ہم اسکا ذکر قلم انداز کرتے ہین، البتہ دوسری قسم تمام عالم پر چھائی ہوئی ہے اور افسوس ہے کہ

"اسکی روح ابتک مردہ نہین ہوئی، البتہ یہ وبا اب حد سے زیادہ ترقی کر گئی ہے
اور اسکے چہرہ پر موت کے آثار نمایان ہوگئے ہین[2]"

تاہم وہ

"اب صرف وقتی ذرائع اور بے حد غلبہ سے کام لیکر قائم رہ سکتی ہے، لیکن اس سے
قوم پر بہت زیادہ بار پڑیگا، اور ہمارا خیال ہے کہ فرانس یا جرمنی اسی بار کے نیچے دب کر
تباہ ہوجائینگے[3]"

کیونکہ اسکا نتیجہ ہمیشہ تباہی اور بربادی کی صورت مین ظاہر ہوا ہے چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے معرکون مین اسی کی خون آشام تلوار چلی ہے جس نے دفعتہً شیرازۂ امن کو بکھیر دیا اور نظام عالم کو تہ و بالا کردیا ہے،

۱ سر تقدم الانکلیز صفحہ ۲۴۹ ۲ صفحہ ۲۸۷ ۳ ایضاً

بخلاف اسکے انگریزون مین شخصی وطنیت موجود ہے جو قوم کے ایک ایک فرد کو سلطنت سے زیادہ عزیز رکھتی ہے، جو آزادی کو ہر چیز پر مقدم سمجھتی اور اپنے افراد کو حکومت کے ظلم وستم سے نجات دلاتی ہے، اس بنا پر انگریزون کا وطن خود ان کا گھر ہوتا ہے جسمین وہ آزادانہ زندگی بسر کرتے ہین، اسکا یہ اثر ہوتا ہے کہ

(۱) وہ ہر جگہ ہجرت کرکے جاتے اور دنیا مین پھیلنے پر قادر ہو جاتے ہین،

(۲) انکی دولت مین اضافہ ہوتا ہے،

(۳) ان کا احساس اخلاقی ترقی کرتا ہے،

اور یہ تمام اوصاف ان مین اسی وطنیت کی بدولت پیدا ہوتے ہین، جو بالکل فطرتی چیز ہے اور جو قوم کو رعب وداب، جاہ وجلال، طبل وعلم، خدم وحشم، تیغ وخنجر، فوج وسپاہ، "غرض مسلح امن" کے تمام ہیبت ناک مظاہر سے بے نیاز کرکے اس قوت کے سامنے جھکا دیتی ہے جو وطن کی اصلی طاقت ہے، اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ انگریز دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے مالک ہونیکے باوجود بہت کم فوج رکھتے ہین، چنانچہ اڈورڈ ریگلاس نے اپنی کتاب تخطیط البلدان الجدید مین لکھا ہے کہ "دائمی طور پر جو فوجین سلطنتون کے پاس رہتی ہین ان مین سب سے کم تعداد انگریزی فوج کی ہے، انگریزی سلطنت کی آبادی یورپ کی اور سلطنتون سے چار گنا زیادہ ہے، لیکن بااین ہمہ اسکی فوج ایک لاکھ سے زائد نہین" اور یہ تعداد فرنچ، جرمن اور روسی فوج کی سدس، اسٹریا کی ربع، اور اٹلی کی ثلث فوج کے برابر ہے،

(باقی)

مترجمات

تشکیلات الاسلام

(۲)

اسلام کا کام جسطرح شوری پر مبنی ہے، اُسی طرح نظام اسلام کی بنیاد اخوت پر ہے اور اسکا باہمی نتیجہ اعانت و امداد ہے، اور اسی اخوت و مشاورت کے تحفظ مین جسکا نتیجہ باہمی اعانت و امداد ہے انسان کی سعادت کی تکمیل ہے، اور چونکہ انہی بنیادون کے چھوڑ دینے نے آج مسلمانون کو محکوم بنا دیا ہے، اور انکو ذلت اور ترک وطن پر مجبور کیا ہے اور انکو تمام اطراف مین محتاج ترین قوم کر دیا ہے، حالانکہ ظہور اسلام کے ساتھ ہی یہ بنیادین قائم ہو چکی ہیتن، اسلئے ان چھوڑی ہوئی بنیادون کی تجدید و احیار کے لئے تمام دنیا کے مسلمانون کے لئے بطور نمونہ و مثال کے ان تشکیلات کا پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے[۱]

[۱] ان اسلامی بنیادون کے چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندلس کے ملک مین کسی مسلمان کا وجود باقی نہین رہا، اسی طرح ہنگریا کے مسلمانون نے ان تشکیلات کا لحاظ نہین رکھا، اسلئے وہ رفتہ رفتہ عیسائی ہو گئے یہانتک کہ آج وہان کوئی مسلمان نہین پایا جاتا، اور بلغارستان کے اکثر مسلمانون نے ہجرت کر لی، اور باقی لوگ جنکو ان تشکیلات سے واقفیت نہ تھی، اسی طرح ایک عیسائی حکومت بنگئے، اور عنقریب وہ زمانہ آیوالا ہے جب وہان روس کی دستوری حکومت ہوگی اور اسوقت جن روسی مسلمانون نے ہجرت نہین کی ہے وہ اپنے حقوق کی محافظت کرینگے اور اپنی توقعات حاصل کرینگے، یہ ایک یقینی بات ہے اور وہ صرف اسلئے کہ وہ لوگ اسی طاقت سے اپنا نظام قائم کرینگے اور اسکو زمانہ کی ضرورتون کے موافق بنالین گے،

(۱) ان تشکیلات اسلامیہ کے ذریعہ سے تمام دنیا کے لئے ایک سیدھا راستہ بنایا گیا ہے جس سے تمام امیدین اور تمام مقاصد پورے ہو سکتے ہین، اسکے ذریعہ سے مسلمانون کے باہمی تعارف، باہمی اخوت، باہمی اعانت و امداد، اور اعتصام بحبل اللہ اور اجماع ہمت کے دوام کا تحفظ کیا جا سکتا ہے، اور اسکے ذریعہ سے ہر طریقہ سے انکی ترقی اور اُنکا اتحاد ہو سکتا ہے، اور امت اسلامیہ کے تمام ارباب حل و عقد کے ساتھ انکو اس راستہ پر چلایا جا سکتا ہے، تاکہ وہ انکی کوششون سے فائدہ اُٹھائین، بالخصوص اسکے ذریعہ سے سعادت انسانی اور مذہب اسلام کی حفاظت ہو سکتی ہے،

تشکیلات

(۲) اسلام کی تشکیلات کسی خاص فرقہ یا جماعت کی تشکیلات کے مماثل نہین ہین بلکہ قدرتی طور پر مسلمانون کا ہر فرد اسمین داخل ہے، مثلاً اگر کسی مسلمان کی کوئی ایسی حالت نہ دیکھی جاے، جو کفر کی موجب ہو، یا اسمین اور دوسری برائیون سے قطع نظر کر کے اگر ایک بات بھی ایسی پائی جاے جو ایمان پر دلالت کرے تو اسکو کافر نہین کہا جا سکتا، کیونکہ یہ ایک دینی اصول ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہین کیجا سکتی، اور اس بنا پر وہ شخص ان تشکیلات سے خارج نہین کیا جا سکتا[۱] کیونکہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہین، اور ان مین باہم کوئی فرق نہین ہے کیونکہ انکے مباحثات نفسانی اور خود غرضانہ نہین ہین، بلکہ خالصتہً لوجہ اللہ ہین، اسلئے مسلمان تفرقہ سے سختی کے ساتھ روکے گئے ہین، اور مسلمانون کی عام جماعت پر یہ لازم ہے کہ وہ ان تجاویز اور قرار دادون کے آگے سر جھکاے، اور اولوالامر سے مراد جماعت انتظامیہ ہے

[۱] یعنی جو شخص کلمہ توحید کا جو اسلام کی متحد کرنیوالی کڑی ہے قائل ہو وہ ان تشکیلات مین داخل ہے اسلئے اختلاف مذہب، اختلاف طریقہ، اختلاف قومیت، اختلاف نسل اور اختلاف زبان کا لحاظ نہین کیا جائیگا،

جسکی انتہا خلیفہ پر ہوتی ہے، اِسلیئے مسلمانون کا فرض ہے کہ جماعت انتظامی اور خلیفہ کی
اطاعت کرے، اور اسلام اسی طرح متحد اور ایک جماعت بن سکتا ہے،

اسلام کے مجالس شوریٰ پانچ ہین

(۳) محلہ کا مشورہ گاہ، جمعہ کا مشورہ گاہ، مصلا کا مشورہ گاہ، کعبہ کا مشورہ گاہ، آخر الذکر
موقع اجتماع عمومی کا مقام ہے،

(۴) محلہ کی مسجد، اور جو محلہ کی جمعہ مسجد بھی ہے، اور وہ ان مسلمانون کی جو عاقل ہین
بالغ ہین، اور اس محلہ مین قیام رکھتے ہین، اور اس مسجد مین ہمیشہ آتے رہتے ہین عبادتگاہ
اور مشورہ گاہ ہے،

(۵) جمعہ مسجد، اور وہ ان مسلمانون کی اجتماع گاہ ہے جو ان محلون، ان دیہاتون مین
رہتے ہین جو اس مسجد کے حلقے مین ہین، اور وہ عبادت گاہ بھی ہے، مشورہ گاہ بھی ہے
اور باہم سوال وجواب کی جگہ بھی ہے،

(۶) عیدگاہ، یعنی سب سے بڑی مسجد، اور وہ جامع مسجد کے حلقہ کے مسلمانون کی عبادتگاہ
اور مشورہ گاہ ہے۔

(۷) مصلیٰ، یعنی نماز کی جگہ اور وہ ان شہرون کے مسلمانون کی عبادت گاہ، مشورہ گاہ،
اور سوال وجواب کی جگہ ہے جنکی گنجائش جامع مسجد مین نہین ہے، اور وہ لوگ غیر معمولی
حالات کی بنا پر اجتماع کا ارادہ رکھتے ہین، اور ان تینون مقامات مین مشورہ کا حق صرف
ممبرون کو ہے، جماعت کو مشورہ کا حق حاصل نہین،

(۸) لیکن مسلمانون کے اجتماع عمومی کا مقام عرفات ہے، اور وہ مسلمانون کا سب سے
بڑا اجتماع گاہ ہے جو اسلام کی عظمت پر دلالت کرتا ہے، اُسکے ذریعہ سے مسلمانون مین

تعارف اور اخوت اور باہمی اعانت وامداد کا سلسلہ قائم ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے
وہ دنیا پر یہ ظاہر کرتے ہین کہ وہ ایک متحد جماعت ہین،

(۹) دنیا مین جسطرح خانہ کعبہ مسلمانون کی سب سے بڑی عباوت گاہ ہے، اسی طرح
عرفات بھی ان کا سب سے بڑا اجتماع گاہ ہے،

(۱۰) ان تشکیلات کی تنظیم، قبائل، عشائر، اور ان اقوام کے لحاظ سے ہونی چاہیئے جو
ممالک اسلامیہ مین موجود ہین اور افریقہ اور ایشیا مین رہتی ہین، لیکن انکے لئے شہر اور
مقامات نہین ہین،

(۱۱) عیدگاہ اور جامع مسجد کی تعیین وانتخاب محلہ کی مسجدون کی جماعت انتظامیہ کے
مشورے اور اطلاع سے ہونی چاہیئے اور اسی طرح مصلی کی بھی[۱]،

[۱] اور اگر کوئی بہت بڑا اسلامی شہر موجود ہو جیسا کہ استنبول ہے، تو اسکے حلقون کی تقسیم عیدگاہون پر ہونی
چاہیئے، اور چونکہ ہر محلہ مین ایک مسجد کا وجود دین کے لوازمات مین ہے اسی طرح ہر شہر مین ایک جامع مسجد کا
وجود بھی ضروری ہے تاکہ اس شہر کے لوگ اسمین خطبہ سُنین، (اور اگر ایک شہر مین دو جمعہ مسجدین ہون،
تو علمائے اسلام کے درمیان ان مین جواز نماز کا مسئلہ مختلف فیہ ہے) اسکے علاوہ اکثر شہرون مین بڑی
بڑی جامع مسجدین ہین، جنمین بوقت ضرورت (واجبہ) کے اس شہر کے عقلا اور بالغ جمع ہوتے ہین،
عبادت کرتے ہین، مشورہ کرتے ہین، اسی طرح مصلا کا وجود بھی ہے جسمین بوقت ضرورت شہر کے تمام لوگون کا
اجتماع بھی ہو سکتا ہے، اور اسمین چھوٹے بڑے تمام لوگ جمع ہوتے ہین، اور ہمارے زمانہ مین یورپ کی زبان
مین اس اجتماع کا نام "میٹنگ" ہے لیکن اہل استبداد نے اس غرض سے کہ مسلمانون کی عام جماعت کی طرف سے جو
شورہ اور افہام وتفہیم کیا جاتا ہے اسکا سلسلہ توڑ دیا جائے اور کسی جامع کبیر مین اُنکا اجتماع نہو، ہر چھوٹی
مسجد مین ایک ممبر رکھوا دیا اور یہ مسلمانون کے عدم اتحاد کا ایک حیلہ بھی بن گیا۔

(۱۲) وہ تجویزین جو ادفات خمسہ کے مشورہ سے مسلمانون اور موجودہ جماعت کی جز
قرار دیگئی ہین، وہ اس حلقہ کے دار الشوری کی مجلس انتظامیہ کے سامنے پیش کرنی چا
(۱۳) مشورہ گاہین بمنزلہ قانون ساز قوت کے ہین جیسا کہ انتظامی جماعتین بمنزلہ قو
نافذہ کے ہین،

(۱۴) جماعت انتظامیہ کی بعض تجویزین بشرط ضرورت جمعہ کے خطبہ مین بیان کرنا چا
اور اسی طرح مسلمانون کی جماعت کی طرف سے ڈیلیگیٹ مقرر کئے جاسکتے ہین، اور
اجازت لیکر ان تجاویز کی توضیح کراسکتے ہین،

(۱۵) ان مشورہ گاہون کے افراد ممبر تمام دنیا کے مسلمان ہین، لیکن ہر دار الشور
صرف مقیم اور وہان کے باشندے اصحاب الرائے ہونگے، مسافر مسلمان صرف بحث
حصہ لے سکتے ہین، لیکن انکی رائے نہین لیجاسکتی، اس بنا پر ہر مقیم مسلمان کے لئے یہ
کہ محلہ کی مسجد کے رجسٹر مین اسکا نام درج ہو، اسی طرح مسافر بھی جس محلہ کی مسجد مین
اسکا نام اسکے رجسٹر مین درج ہونا چاہیئے، یہانتک کہ اگر وہ قیام کی نیت کرلے تو ا
نام مقیمین کے رجسٹر مین منتقل ہوجانا چاہیئے،

محلون کے مشورے اور اُنکے فرائض واعمال

(۱۶) محلہ کے مشورے کا انتظام ایک جماعت کے ذریعہ سے ہونا چاہیئے، جو ایک م
ایک محرر، اور ایک خزانچی، اور دو ممبرون سے جنکا انتخاب ان مسلمانون کی طرف سے
جو اس محلہ مین مقیم ہین مرکب ہو، اور اس جماعت کے نصف کا نیا انتخاب ایک سال
دوسرے سال کے لئے ہو، اور اگر وہ جماعت ٹوٹ جائے تو فوری انتخاب کے ذریعہ
اسکو پورا کرلینا چاہیئے، اور انتخاب مقامی ضرورت کے اصول پر ہونا چاہیئے، خزانچی

ہر حال مین ذمہ دار مکفلاً ہونا چاہیئے، اور اگر تنخواہ دار ہو تو کوئی ہرج نہین،
(۱۷) اور محلہ کے مشورہ گاہ کا فرض یہ ہے کہ تحریری یا زبانی طور پر مسلمانون کی جماعت کے
حالات سے خبرین حاصل کرے، اور اُن پر تجویزین قرار دے، تحف وہدایا اور دوسرے مدون کو
رسید دیکر قبول کرے، ابتدائی تعلیم کی حمایت کرے، مکاتیب کہولے، اور حرفت، صنعت،
تجارت اور زراعت کی تعلیم دے، اور ضروری ذرائع سے اخلاق اور آداب اسلامیہ کی
اشاعت اور انکی حفاظت کرے، محلہ کے یتیمون اور اپاہجون کی اعانت وامداد اور انکی
نگرانی کرے، اور خاندانون اور پڑوسیون مین اگر جھگڑا فساد ہو تو اسکی اصلاح کرے،

(۱۸) مسلمانون پر کوئی ٹیکس نہین لگانا چاہیئے، بلکہ اُن سے صرف نقدی، اور عام چیزین
اور جائداد اور زمین، اعانت، ہبہ، ہدیہ، احسان، وصیت اور وقف کی صورت مین
اور مناسب طریقون سے قبول کرنا چاہیئے، اور اس لحاظ سے محلہ کی آمدنی کے اضافہ
کے لئے مناسب تدبیرین سوچنی چاہئین،

(۱۹) وقف اور وصیت کے مسائل جنکا تعلق جائداد اور خراجی زمینون سے ہے اُنکو
عیدگاہ کی جماعت کی طرف رجوع کردینا چاہیئے تاکہ وہی لوگ اسکو قبول کرین،

(۲۰) تعلیم، حاجیون، یتیمون اور اپاہجون کی اعانت کے لئے اگر ممکن ہو تو رسید بہیان
چھپوالینی چاہئین، اور اُن پر جماعت انتظامیہ کی مہر لگادینی چاہئین، اور اُنکو خزانچی کو
سپرد کردینا چاہیئے،

جمعہ کا مشورہ

(۲۱) جمعہ کے مشورہ کی تشکیل محلہ کے مشورہ گاہون کے اُن ممبرون کے ذریعہ سے ہونی چاہیئے
جنکا انتخاب شہر کے محلہ کی مشورہ گاہون کی جماعت انتظامی کی طرف سے ہو،

اور ہر جمعرات کے دن ان لوگون کو جمعہ مسجد مین جمع ہو کر ہفتہ کے کامون اور ضروری
حالات پر بحث کرنی چاہیئے، پھر ان تمام تجاویز کو لکھ لینا چاہیئے، اور ان تجاویز کی یادداشت
کو اس خطیب کے ساتھ جسکو اُنھون نے انتخاب کیا ہی شوراے عید مین بھیجدینا چاہیئے[1]

(۲۲) اور دور کے محلے اور قبیلے اپنا ممبر ان لوگون کو منتخب کرسکتے ہین جو جامع مسجد کے
قرب وجوار مین رہتے ہون، لیکن انکو بذریعہ خط کے یا زبانی بذریعہ قاصد کے اپنے محلہ کی
ہفتہ وار خبرین اُنکے پاس بھیجتے رہنا چاہیئین۔

شوراے عید

(۲۳) محلہ کے مشورہ گاہون کی طرح شوراے عید کی جماعت انتظامیہ کو بھی سات ممبرون سے
مرکب ہونا چاہیئے،

(۲۴) اور شوراے عید کی جماعت منتظمہ کو ان خطباء کے ساتھ جو جامع مسجدون کی طرف سے
منتخب ہوئے ہین، ہر جمعرات کے دن عیدگاہ یا مصلی مین جمع ہوکر مشورہ کرنا چاہیئے اور
محلہ کے شوراء کی یادداشت کے مطابق ایک خطبہ تیار کرکے تمام خطباء مین تقسیم کرنا چاہیئے

[1] چونکہ اسلام مین کوئی روحانی پیشوا مقرر نہین ہوتا، اسلیئے ہر اجتماع مین امام یا خطیب کا نیا
انتخاب ہونا چاہیئے، اور اسطرح خطیب یا امام کا انتخاب جسطرح اسلام مین بہت سی ذی اقتدار ہستیون کے
وجود کا سبب ہوگا، اسی طرح ہر مسلمان مین امامت اور خطابت کے ظہور کا بھی موجب ہوگا، ......
انکے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو خطبا اور ائمہ موجود ہین، ان کا انتخاب خود انہی پر چھوڑ دیا جائے،
اور حالت یہ ہے کہ موجودہ ائمہ اپنے آپکو تمام مسلمانون سے ممتاز نہین سمجھتے، یہانتک کہ اگر جماعت
مین کوئی مسلمان ان سے زیادہ عالم اور زیادہ قاری ہو تو وہ لوگ خود اُسکو ترجیح دیتے ہین اور اسکو آگے
کرتے ہین، اس بناپر روحانی پیشواؤن کا کوئی خاص گروہ اسلام مین موجود نہین ہے۔

تاکہ وہ جمعہ کے دن اسکو پڑھین،

اور اس بات کا اہتمام کرنا چاہیئے کہ خطبہ اجتماعی حیثیت بھی رکھتا ہو اور نیز
ان تشویقات و ترغیبات پر مشتمل ہو جو مسلمانون کو تمدن اور اسکے ضروریات کی طرف مایل
کرین، اسکے ساتھ ماحول، اور عمومی اور خصوصی حالات کے موافق ہو، اور لوگون کی سمجھ
انکی قوت علمی، اور انکی عام قابلیت کا خطبہ کی ترتیب مین لحاظ رکھا جائے،

(۲۵) شوراے عید کی عام جماعت مع اسکی انتظامی جماعت کے جو شوراے محلہ کی
انتظامی جماعتون سے مرکب ہوگی، سال کے ایک مہینہ یعنی رمضان شریف مین
مجتمع ہوگی، اور اس موقع پر اس سال کے تمام جد وجہد پر نظر ڈالیگی، اور اُسی کے
مطابق ایک یادداشت مرتب کریگی جو شوراے عید کی طرف سے حج کے ممبر کے ساتھ
شوراے عرفات کے سامنے پیش کیجائیگی۔

(۲۶) اور یہ ضروری ہے کہ حج کا ممبر عیدگاہ کے اطراف کے لوگون طرف سے شوراے عید
کی جماعت منتظمہ کے مطابق منتخب ہو، اور اسکا علم، اسکا ورع وتقوی، اور اسکا اقتدار و
اثر معلوم ہو اور وہ بیدار مغز بھی ہو، اور ہر شوراے عید جیسا کہ ایک ممبر بھیج سکتی ہے اُسی طرح
متعدد شوراے عید اپنے دستور العمل کو ایک کرسکتے ہین، اور دو یا دو سے زیادہ ممبر بھیج سکتے ہین
اسی طرح دیہاتون اور شہرون کے باشندے بھی مل کر یا علحدہ علحدہ ایک یا دو ممبر بھیج سکتے ہین[1]

(۲۷) اور شوراے عید ہی، عید کی جماعت انتظامیہ کا انتخاب کرسکتا ہے، لیکن ہر سال

[1] چونکہ ہر مسلمان پر حج انفراداً فرض ہے، اصلی افراد اسلامیہ اصالۃً حج کرینگے، اور اگر کوئی شخص ایسا ہو
جو یہ کہے کہ حج کا ممبر میرا قائم مقام ہے اور مین اسکو ممبری کا خرچ دیتا ہون تو یہ قبول کرلیا جایگا کیونکہ حج
مین وکالتاً اور قائم مقامی جائز ہے۔

نصف پرانے ممبر باقی رہین گے، اور یہ جماعت جسطرح محلہ کے شورائے عرفات کے شوریٰ اور اجماع
امت یعنی مرکز عمومی، اور تمام عالم اسلامی کے درمیان واقفیت واطلاع کا ذریعہ ہے
اسی طرح وہ اوقاف کی بھی نگرانی کریگی، ضروری فنون، اور بلند علوم کے حاصل کرنے کی
ضروری تدبیرین کریگی، شفاخانے، بیمار خانے، یتیم خانے، اور زچہ خانے بنائیگی، اور
صنعتی مکانات تیار کریگی اور تمام خیرات وصدقات کا انتظام کریگی، اور ان تمام چیزون
مین محلہ کے شورائے سے معلومات حاصل کریگی اور انکی اعانت چاہیگی،

(۲۸) شورائے عید کی انتظامی جماعت ہر جمعرات کے دن جمع ہوگی،

(۲۹) شورائے عید کی انتظامی جماعت کا یہ فرض ہوگا کہ کمپنیون کے قائم کرنے انکو وسعت
دینے، اور مسلمانون کے درمیان اقتصادی صنعتی کمپنیون کے بنانے اور عالم اسلامی مین
ایک عام بنک قائم کرنے کی تدبیرون پر غور کرے، اور اس طریقہ سے مسلمانون کی صنعت
اور تجارت کو مدد ملتی رہے، اور مسلمان غیر مسلم تاجرون، معاملہ دارون اور قومی مخصوص
تجارت رکھنے والون کے ضرر سے بچین۔

شورائے المصلیٰ (جاے نماز)

(۳۰) شورائے المصلیٰ کا انعقاد غیر معمولی حالت کے لئے ہوگا یعنی شورائے عید کے خدمات کی
نگرانی کریگی جسکے معنی یہ ہین کہ وہ ان خدمات کے معائنہ کی غرض سے عیدگاہ مین جائیگی۔

شورائے عرفات اور کعبہ

(۳۱) شورائے عرفات شورائے عید کے ممبرون سے مرکب ہوگا اور وہ قوم کا سب سے بڑا شوریٰ ہوگا

(۳۲) عرفات مین جو ممبر موجود ہونگے شورائے عرفات اپنی انتظامی جماعت کے لئے
انہین مین سے ممبرون کا انتخاب کریگا یعنی چالیس مین سے ایک کا مثلاً، اور یہ جماعت

انتظامی شورائے عرفات کی تجاویز کو عربی مین خطبہ کی صورت مین لکھیگی، اور اسکی نقل تمام
موجودہ حاجیون اور ممبرون مین تقسیم کریگی، اور جو خطبہ عرفات مین پڑھا جائیگا وہ اسی
یادداشت کا خلاصہ ہوگا،

(۳۳) اور جس جماعت انتظامیہ کو شورائے عرفات نے منتخب کیا ہے اور جسکو تمام امت
کی جماعت انتظامیہ کہنا چاہیئے، وہ حج کے بعد فوراً مقام خلافت مین جائیگی اور وہان
ایک اجتماع کرکے حسب ضروریات زمانہ مسائل شرعیہ کی تنظیم وتدوین کریگی تاکہ اسلام
اور عالم اسلام کو ضروری استقامت حاصل ہو، اور وکیل خلیفہ یعنی شیخ الاسلام کے
سامنے پہلے اسکو پیش کرکے اور انکی راے اور تصدیق کو شامل کرکے وہ لوگ مشیخت
اسلامیہ کے ذریعہ سے انکو خلیفہ کے سامنے پیش کرینگے۔

(۳۴) جن مسائل شرعیہ کی تدوین وتنظیم اجماع امت نے کی ہے، وہ مسائل مجتہد فیہ مین
اور مسائل مجتہد فیہ مین سے خلیفہ جسکا حکم دیدے یا جسپر عمل کرے اسکی تعمیل تمام مسلمانون پر
واجب ہوجائیگی۔

(۳۵) اور جن احکام شرعیہ کو خلیفہ نے عام اجماع امت کی انتظامی جماعت کی طرف سے
قبول کرلیا ہے، وہ عربی مین چھاپے جائینگے، اور ایک ایک ممبر کو دیئے جائین گے،
اسی طرح وہ عیدگاہون کی انتظامی جماعت کی طرف جنکے ممبرون کے نام عرفات کے
ممبرون مین لکھے گئے ہین بھیجے جائین گے، اسی طرح اگر عیدگاہون کی انتظامی جماعت
انکو طلب کریگی تو انکے پاس بھی بھیجے جائین گے،

(۳۶) اور اس شرعی قانون کا شورائے عید کی انتظامی جماعت کی طرف سے مقامی زبان
مین ترجمہ کیا جائیگا اور تمام محلون کے شوراؤن اور عام مسلمانون مین تقسیم کیا جائیگا۔

(۳۷) اور اجماع امت کی جو جماعت سالانہ آتی ہے وہ مذہب کی بنیاد کے استحکام مصالح عامہ اور ضروریات زمانہ کی تطبیق کے لئے ان مسائل کی تعدیل و تصحیح کر سکتی ہے، اور ہر سال معمول بہا مسائل ایک ایک کرکے چھاپکر تقسیم کرنے چاہئین، اور منسوخ شدہ مسائل کی طرف حاشیہ مین اشارہ کردینا چاہیئے، اور اسطرح احکام زمانہ کے تغیرات کے ساتھ بدلتے رہین گے،

(۳۸) اور چونکہ امت کا یہ اجماع تشکیلات اسلامیہ کا مرکز، اور تمام عالم اسلامی کا مرجع ہے، اِسلئے اسکو ہمیشہ دار الخلافت مین موجود رہنا چاہیئے۔

(۳۹) اور اس اجتماع مین جو عید الفطر کے موقع پر غیر معمولی طور پر ہوگا، اس اجماع کے نصف ممبرون کو الگ کرکے مرکز خلافت مین رکھنا چاہیئے،

(۴۰) اور ہر شورا مین وہ رجسٹر استعمال کرنے چاہئین جنکی ضرورت ہو۔

(۴۱) ان رجسٹرون مین جنکا وجود محلہ کے شورائے ضروری ہین ایک رجسٹر ایسا ہوگا جسکے ایک ایک صفحہ مین محلہ کے ہر مسلمان کا نام ہوگا، اس صفحہ مین ایک مسلمان بھائی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کا نام اسکی شہرت، اسکی صنعت، اسکا درجۂ علمی، اسکی دولت، اسکی وجہ معاش لکھے گا، اور یہ لکھا جائیگا کہ وہ کس علم اور صنعت مین ماہر و کامل ہے، اور اگر اسکے بعد اسکے حالات مین تبدیلی ہوگی تو جو جدول اس غرض سے بنائی گئی ہے اسمین اُسکو درج کرلیا جائیگا۔

(۴۲) اور اسی طرح شورائے عید مین بھی ایسے رجسٹرون کا رکھنا ضروری ہے، جن سے یہ ثابت ہو کہ انکے متعلقہ محلون مین عام قوت کا کیا حال ہے،

(۴۳) تحریری اور حسابی معاملات کے لئے بھی رجسٹرون کا استعمال ضروری ہے، اور رسید بہیان، اور ردی پیون کے لئے صندوقچے اور پٹاریان، اور لکھنے پڑھنے کے تمام سامان اور

فرش وغیرہ بھی حسب ضرورت لازمی ہین،

(۴۴) ہر شورائے عید کا فرض ہے کہ تمام مردون اور عورتون کے نام چار خانون مین لکھے، اور اسکو اس یادداشت مین شامل کردے جو عرفات مین بھیجنے کے لئے ممبر کو دیجاتی ہے، یعنی ان تمام مردون اور عورتون کے نام لکھے جو ۱۵ برس سے زائد سن کے ہین، اسی طرح ان مردون اور عورتون کے نام بھی جو ۱۵ برس کے سن کو نہین پہنچے ہین تاکہ شورائے عرفات مین عام طور پر افراد اسلامیہ کی قوت کا اظہار ہو، اور مردم شماری کے گھٹنے بڑھنے پر بحث کیجا سکے، اور اسکے اسباب کی جستجو کی جائے، اور جو طریقے اسکے موافق ہون اُن پر غور و فکر کی جائے،

(۴۵) اور ہر شورائے عید کی آمدنی و خرچ کی جمع عرفات مین بھیجی جائے۔

(۴۶) اور ہر مسلمان کو ہر شوراؤ کے حساب اور اسکے معاملات کی جانچ کا حق حاصل ہو،

(۴۷) اور محلہ کے شورا، کو ہر زمانہ مین یہ حق حاصل ہو کہ وہ عید اور محلہ کے شورا کے معاملات و حسابات کی جانچ کرسکے،

(۴۸) اور محلہ کی مسجد کے تین اشخاص کو دعوی اور نکتہ چینی کا حق حاصل ہونا کہ وہ محلہ کے شورا کی بدمعاملگی ثابت کرسکے اور انکی ضمانت لے سکے اور شورائے عید کی بدمعاملگی اور ضمانت کے لئے دعوی اور نکتہ چینی کا حق کم از کم تین محلون کے سات آدمیون کو حاصل ہوگا۔

اور دعوی ایک ایسی فیصلہ کن جماعت کے سامنے پیش ہوگا جو پانچ اشخاص سے مرکب ہوگی، اور اسکا انتخاب ایک ایسی جماعت کریگی جسکے ممبر مدعا علیہ شورا کے سوا اور محلون کے شوراؤن کی طرف سے منتخب ہونگے، اور اس کام کے لئے وہ جامع مسجد مین جمع ہونگے،

(۴۹) اور شورائے عرفات کے مصارف ممبرون کو بطور تاوان کے دینا ہونگے، اور عام

اجماع امت کی جماعت انتظامی، اور طباعت و تقسیم کے مصارف دار الخلافت مین
شورائے عید متعین کریگی،

(۵۰) جو مفتی حکومت اسلامیہ یعنی دار الاسلام مین موجود ہونگے، انکو عام مسلمانون پر
کوئی امتیاز نہوگا، لیکن شورائے عید کی جماعت انتظامیہ کی صورت غیر حکومت مین یہ
جو شخص اسکا رئیس ہوگا وہی فتوی بھی دیگا، اور اسی طرح مسلمانون کے معاملات کا اجرا
اسی مفتی کے ذریعہ سے ہوگا، لیکن یہ ضرور ہے کہ عید کے انتظامی جماعت کی تجویز بھی شامل
کرلی جائے،

خاتمہ

عالم اسلام کی مذہبی اور مرتب تشکیل صرف اجماع امت سے ہوسکتی ہے، اور
اجماع امت کی مذہبی تشکیل صرف ان چیزون سے ہوسکتی ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے
(شلاً نقشہ و تجاویز) اسلئے فوری طور پر عالم اسلام کو ایک اجتماعی زندگی مین داخل ہونے اور
سرعت کے ساتھ اجماع امت کی تشکیل کے لئے یہ ضروری ہو کہ اس نقشہ پر ہر جگہ عمل شروع کر
کیونکہ قانون کتنا ہی غیر مرتب ہو لیکن اگر اسپر عمل کیا جائے تو اس سے ضرور فائدہ ہوگا، اور
ان تشکیلات کو عمل مین لانا بہت آسان ہے، کیونکہ وہ قدیم زمانہ سے موجود ہین، جن پر ائمہ
اور محلہ کے مختارون (چودھریون) اور مساجد کا وجود دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ چیزین لازمی طور پر
انہی تشکیلات کی باقیات الصالحات ہین،

اب اگر یہ مذکورہ جماعتہائے انتظامیہ اپنے معاملات کو ان قالب مین ڈھال لین
تو وہ مستقل اولوالامر ہوجائینگی، اور جب یہ جماعتین صورت پذیر، اور باہم پیوستہ ہوجائینگی تو
مقصد حاصل ہوجائیگا، کیونکہ اس زندگی کی جڑ اور اس قوت کی بنیاد محلہ کی مسجدون ہی مین ہے

اور جمعہ اور عید کے شوراء مین اگر محلہ کی مسجدین اولوالامر کا انتخاب کرلین تو ہفتہ وار
خطبون کی ترتیب و تنظیم کی ابتدا ہوجائیگی،
اور اس طرح ایک شہر کے مسلمانون کی تجسیم و تکوین ہوجائیگی، جسکے معنی یہ ہین کہ
اسلامی کی زندگی کا ایک مجرہ تیار ہوگیا۔
اور اگر اس قسم کے بہت سے حجرے تیار ہوگئے، اور انھون نے اپنے ممبر منتخب کرکے
عرفات مین بھیجدئے، اور ان لوگون نے بھی اجماع امت کی جماعت انتظامی کا انتخاب کرلیا
تو اتحاد اسلامی وجود مین آگیا، اور اسلام ایک خلیفہ کی ماتحتی مین آگیا، اور اسوقت یہ بھید
کھل جائیگا کہ اسلام غالب تو ہوتا ہے لیکن مغلوب نہین۔

فیل

مسلمانون کو بغور موجودہ قومون، اور انکے مکاتب اور شفاخانون کو دیکھنا چاہیئے،
اور انکی زندگی، انکے علوم وفنون اور صنعت وحرفت کی ترقی، اور انکی دولتمندی کی حالت
اور انکی اجتماعی زندگی، اور انکے خیالات وافکار بالخصوص مکاتب اور دوسرے خیراتی کامون کے
متعلق تفحص کرنا چاہیئے، یہ تمام چیزین انکی جماعت بندی انکی گرجون کی پائداری، انکی مذہبی اور
بالخصوص جدید غیر مذہبی دنیاوی مجالس کے منتخب شدہ اولوالامر کی اطاعت کی تشکیلات ہین،
حالانکہ اسلام کی یہ تشکیلات اول سے آخر تک قدیم ہین، مذہبی ہین، مرتب ہین، تو
اے عقل والو! انکو دیکھو، اور عبرت حاصل کرو، اور اے آنکھ والو ہوشیار رہو۔

تنبیہ اور توقع

تمام غور وفکر کرنے والون کا فرض ہے کہ ہر مقام اور ہر شہر مین ایک قوم یعنی ایک جماعت
غافلون کی بیداری کے لئے تیار کرین، اور وہ اپنے ممبرون کو اجماع امت کی بنیاد قائم

کرنے کے لئے جیساکہ اس رسالہ مین مذکور ہے تمام اطراف مین پہیلا دین،

اسی غرض سے دارالخلافت مین اگر خدا نے چاہا تو ایک جمعیت ارشاد کے قائم کرنے کا خیال ہے،

اجماع امت کی بنیاد قائم کرنے کے دو طریقے ہین، ایک فرد سے شروع ہوتا ہے، دوسرا جماعت سے پہلا طریقہ اصلی بنیاد ہے، لیکن اسکی ابتدا دیر طلب ہے، اور اسکی انتہا ابتدا زیادہ مستحکم ہے کیونکہ اسکی ابتدا محلہ کی مساجد کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ اجماع امت پر ختم ہوتی ہے، اور دوسرے کی ابتدا اسطرح ہوتی ہے کہ شہر کی جماعتین عید گاہ کے ممبر منتخب کرین اور انکو عرفات مین بہیجین، اور یہ طریقہ انتخاب کے لحاظ سے بہت جلد صورت پذیر ہوتا ہے،

اب یہ غور وفکر کرنے والون کا کام ہے کہ جہانتک ممکن ہو ان دونون طریقون سے یا حسب ضرورتِ وقت ومقام وزمانہ صرف ایک سے کام لین،

اور جب عرفات مین شہرون کے ممبر جمع ہو جاینن اور اجماع امت کا جو اسلام کا مرکز عمومی ہے انتخاب کرین تو مقصد یعنی اتحاد اسلامی مع اپنے نتائج، اور اپنے لوازم کے حاصل ہو جائیگا۔

مذہب وعقلیات

از جناب مولوی عبدالباری صاحب ندوی

یہ وہی رسالہ ہے جسکا ایک نمبر گذشتہ سال کے معارف مین شائع ہوا تہا، یہ درحقیقت مذہب وعقلیات کے موضوع پر ایک بسیط خطبہ ہے جسمین نہایت خوبی سے یہ دکہلایا گیا ہے کہ مذہب اور عقلیات مین باہمی تصادم ناممکن ہے اور حکماے یورپ کے اقوال وتصریحات اور فلسفیانہ دلائل سے اس نکتہ کو

تلخیص وتبصرہ

اسپینی زبان مین عربی زبان کے آثار

"تونس کے علمی رسالہ الفجر مین اس عنوان پر ایک مضمون شائع ہوا ہے، جسکا خلاصہ حب ذیل ہے"

اسپین نہایت قدیم ملک ہے، اور اسپر ایشیا کی مختلف قومین قابض رہی ہین، اسلئے ان قومون کی زبانون نے اسپین کی زبان پر نہایت شدت کے ساتھ اثر ڈالا ہے،

اسپین کے قدیم باشندے ایبر تھے جنکی قومیت کا کچھ پتہ نہین، انکے بعد فینقی قابض ہوئے اور یہ پہلا دن تہا جسمین سرزمین اسپین مین عربی زبان کا سنگ بنیاد رکہا گیا، کیونکہ فینقی، عربی اور عبرانی سب ایک ہی اصل کی فرعین ہین،

فینقیون کے بعد رومن قوم کا دور آیا جسکی زبان رومانی تھی، لیکن جب اس قوم نے نصرانی مذہب اختیار کیا تو لاطینی زبان جو عیسائیون کی مقدس زبان سمجہی جاتی تھی اسپین مین پہیل گئی، سنہ ۵ء مین افریقہ سے بربر قوم اُٹھی اور اسپین کے چپہ چپہ پر چہا گئی، اسکی زبان افریقہ کی وحشی زبان تھی، لیکن یورپ اس زمانہ مین آجکل کا "متمدن" یورپ نہ تہا، اس لئے اس نے نہایت بیتابی کے ساتھ بربری زبان کا خیر مقدم کیا، اور اسکو دفاتر شاہی مین جگہ دی۔ بربر کے بعد گاتھ حملہ آور ہوے لیکن چونکہ وہ عیسائی مذہب اختیار کر چکے تھے، اسلئے لاطینی اور رومن دونون زبانین بدستور رائج رہین،

گاتہون پر پہلی صدی ہجری مین عربون نے حملہ کیا اور آٹھ سو برس تک اسپین پر قابض

رہے، ان کے زمانہ مین عربی زبان نے ایوان شاہی مین جگہ پائی، اور قدیم زبانون کو اشتوریا کے پہاڑون تک ہٹا دیا،

اب ان زبانون نے انہی پہاڑون کے دامن مین پناہ لی اور گاتھ جو اہل عرب کے تسلط کے بعد یہان آکر آباد ہو گئے تھے، اُنھون نے ایک جدید زبان ایجاد کی جسکو قشتالی کہتے ہین، اور جو اب اسپینش زبان کہلاتی ہے،

اسپینش زبان کی اس تاریخ کو پیش نظر رکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسپین دو قسم کے عناصر شامل ہو گئے ہین، اصلی اور بیرونی، اصلی مین لاطینی زبان ہے، جس سے اسپانش، اٹالین، اور فرنچ زبانین نکلی ہین، اور بیرونی مین فنیقی، عربی اور بربری زبانین داخل ہین، اسی بنا پر لوتیبران نے جو دسوین صدی عیسوی کا مشہور مورخ تھا، لکھا ہے کہ ۹۶۰ء مین اسپین مین دس زبانین بولی جاتی ہتین، جو حسب ذیل ہین، قدیم اسپینش قنتابری، یونانی، لاطینی، عربی، عبرانی، کلدانی، سلیتی، ابری، بلنسی، عقلامی (اور قشتالی)

قشتالی زبان جو اسپین کی موجودہ زبان ہے مدت تک علمی زبان بننے سے محروم رہی، فرڈی نینڈ سوم کے زمانہ تک علمی اور مذہبی زبان لاطینی سمجھی جاتی تھی، اس بادشاہ نے اپنے زمانہ مین قشتالی کو سرکاری زبان قرار دیا اور اسمین فرامین اور عہد نامے لکھوائے، اسکے بعد اسکے نامور بیٹے الفنسن دہم نے جو اسپین کا مامون الرشید تھا، اس زبان کو اور ترقی دی، اور اسمین لاطینی زبان سے بعض مذہبی کتابین ترجمہ کرائین،

ہمارے مضمون کا تعلق اسی زبان سے ہے، اسلئے ہم بتلانا چاہتے ہین کہ اسمین عربی زبان کا کتنا بڑا عنصر موجود ہے،

کیا عجیب بات ہے! وہ ملک جس نے تمدن اسلام کے ایوان کی اینٹ سے اینٹ

بجادی، جس نے اسلامی یادگارون کو فنا کر دیا، جس نے عربون کے خون سے اپنی زمین رنگین کی، جس نے ہزارون حاملان توحید کو سمندر مین کودنے پر مجبور کیا، اور جس نے سبعیت و بہیمیت اور وحشت و بربریت کا وہ خوفناک منظر پیش کیا، جسکو دیکھکر خود ظلم و ستم کے بدن پر بھی لرزہ طاری ہو جاتا ہے، عربی زبان کے اثر کو مطلق نہ مٹا سکا، اور اس نے اپنی جو یادگارین اسپین کی سرزمین مین چھوڑی ہتین، وہ بدستور باقی رہین، سانچو پانسا Sanch panca مشہور اسپینی حکیم نے اپنے تمام حکیمانہ اور دانشمندانہ اقوال اور امثال عربی ہی زبان سے حاصل کئے ہین،

پروفیسر سیدیو نے لکھا ہے کہ "اسپین کی شاعری کی اصلی رُوح رواں صرف جنگی واقعات ہین، اور یہ عربون کا اثر ہے جو شام کے وقت اپنے خیمون کے پاس آپس مین بیٹھکر اسی قسم کے قصے بیان کیا کرتے تھے"۔ یہی قصے تھے، جنپر اسپین مین جنگی نظمون کی بنیاد قائم ہوئی، جسکو اسپینی زبان مین رومانیقر کہتے ہین، اور جو اسپانی علم ادب کی رُوح رواں ہے رومانیقر وہ ہے جو عربی طرز پر لکھے گئے ہین یا عربی سے براہ راست ترجمہ کئے ہوئے ہین، اس زمانہ کے میلون، ہیلون کی لڑائیون، مختلف کھیلون . . . . اور اس زمانہ کے اندلسی عربون کے تمدن کا حال معلوم ہوتا ہے، ان افسانون مین سب سے مشہور "جنگ نامہ السیڈ"[1] ہے، جسمین ایک شخص روڈ ایک دی دیان کے جنگی کارنامے بیان کئے گئے ہین جو کبھی عربون سے لڑتا ہے اور کبھی انکے ساتھ ہو جاتا ہے، فرانسیسی زبان مین جو السیڈ کا قصہ ہے وہ اسپین ہی کے قصہ سے ماخوذ ہے، اور اسپین کا قصہ عربی کی تاریخ ابن البسام سے لیا گیا ہے[2]،

[1] عربی لفظ السید سردار یا ہیرو، [2] ٹوزی کی تاریخ ادبیات اسپین،

لیکن چونکہ اسوقت تک اسپانی زبان نے اسقدر ترقی نہین کی تھی، اسلئے اگرچہ عربون اور اسپینیون کی جنگ پر بہت سی نظمین لکھی گیئن، تاہم انکو نظم کے بجاے ایک مسجع نثر کہنا زیادہ موزون ہے، یہ تو بارہوین صدی کی حالت تھی، سولہوین صدی مین اسپانی زبان بہت زیادہ ترقی کر گئی اور اسمین متعدد ناول، ڈرامے، افسانے اور رزمیہ نظمین لکھی گیئن جنمین تہر بنتس کی کتابین زیادہ مشہور ہین، اور ان مین سے ڈان کوئیچوٹے Don quijote کا افسانہ عام طور سے متداول ہے،

یہ تو عام حیثیت سے گفتگو تھی، اب ہم خاص طور پر وہ الفاظ نقل کرنا چاہتے ہین جو اسپینی زبان مین آج بھی رائج ہین،

جغرافی نامون مین جن نامون کی ابتدا ر وادی کے لفظ سے ہوتی ہے وہ کل کے کل عربی ہین مثلاً

الوادی الکبیر	guadal quivir
الوادی الاحمر	guadelemar
وادی الحجارۃ	guadalajara
وادی یانۃ	guadiana
وادی لیتہ	guadalete

اور یہ الفاظ اب اسپینی زبان تک محدود نہین ہین بلکہ انکی ہمہ گیری براعظم امریکہ تک پہنچ گئی ہے، اور وہ بھی اُنکے زیر اثر آگیا ہے، چنانچہ مکسیکو کے ایک شہر کا نام وادی القصر guadalcazar ہے۔

جن نامون کے شروع مین قصر کا لفظ ہے سب عربی ہین مثلاً

القصر دوسال (Alcazardo sal) (قصر نمک)

قصر سان جوان (Alcazar de sanjwan) (قصر مقدس یوحنا)

ان نامون کے علاوہ بعض اور نام بھی ہین، مثلاً

القنطرہ (پُل)	Alcantara
الکدیۃ (چھری)	Alcudia
المعادن (کہان)	Almaden
المنارۃ (مینار)	Almenara
المائدۃ (میز)	Almeda
البحیرۃ (سمندر)	Albubera
الجزیرہ (جزیرہ خضرا)	Algezira
جبل طارق	gibraltar
قصر الحمراء	El Alhambru
القصر	El Alcazar
قصبہ الحمراء	Alcazaba

اشتوریا جہان بربر آباد تھے، اگرچہ سلطنت اسلامیہ کی بربادی کے بعد اُنھون نے دین مسیحی اختیار کر لیا تھا، تاہم وہان ابتک عربی نام رکھے جاتے ہین مثلاً

الراہب محمد	Mahamadi
الشماس مروان	Marvanas
الشماس الیاس	Aliaz,

الراہب مالک — Meliki

الراہب قاسم — Kazzem,

الراہب ہلال — Hilal

القس ایوب — Aiub

الاخ حجاج — Agigi

مفرد الفاظ مین گھر، مکان، یا جگہ کے لئے مخزن (Almacen) بولتے ہین،
یہی لفظ فرنچ مین جاکر Magazin اور اٹالین مین Magazzino
ہوگیا ہے، Darsena یہ دارالصناعۃ سے مشتق ہے، Arsenal
اسلحہ خانہ اور جہاز خانہ کو کہتے ہین،

درخت، پھول، اور نباتات مین حسب ذیل نام عربی ہین،

الخیری — Alebi

الیاسمین — El jazmin

البرقوق — Albaricoque

البلوط — la belluta

اللیمون — El limon.

الرتم — la retaina

الزیتون — la aceituna

النارنج — la naranja

القطن — la godon

روئی یورپ مین عربون ہی کے ذریعہ سے پہنچی جنھون نے اسپین اور سسلی مین اسکی کاشت کی تھی،

بوٹیون اور سائلات مین یہ نام عربی ہین،

الکحول (شراب) — Alcohal

الصبر (ایلوا) — Acibar

الکافور — Alcaufor

القلی — Alcali

الزرنیخ — Arsenico

القطران — Alquitian

الزیت — Aceite

النیلہ — Elauil

السکر (شکر) — Azucar,

عربون نے اسپین اور سسلی مین نیشکر کی کاشت کی تھی،

ماءالزہور — Agua de azahor

الشراب — Jarabe

برتن، اور سامان مین،

المہراس — Almirez

المخدہ (تکیہ) — Almohada

العمود — Alamud

الخزانہ (خزانۃ الاکل) laacena

کپڑون مین،

الجبہ la chupa

القمیص la camisa

السروال zaraguella

حروف مین، حتیٰ (hasta)

مرکبات مین، فلان وفلان Fuluno y zituno

افعال مین انجر، Aligerar اور پیشون مین البناء (تعمیر) Albamil عام طور پر بولے جاتے ہین،

یہ جو کچھ لکھا گیا، دریا کا ایک قطرہ تہا، ورنہ اسپینی زبان مین عربی الفاظ کا جو ذخیرہ موجود ہے اسکے لئے ایک بڑے دفتر کی ضرورت ہے، اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عربی زبان نے اسپینی زبان پر کتنا گہرا اثر ڈالا ہے، چنانچہ دانتی کی کامیڈی، ابوالعلاء معری کے رسالۃ الغفران کے طرز پر لکھی گئی ہے، اور روباسنون کے خیالی افسانے، رسالہ حی بن یقظان سے ماخوذ ہین جو مشہور فلسفی ابوبکر بن طفیل کی تصنیف ہے، لیکن چونکہ یہ بجاے خود ایک بحث طلب مسئلہ ہے اسلئے ہم اسکو قلم انداز کرتے ہین ۔

افغانستان کی تعلیمی رُوداد

جلالت مآب امیر امان اللہ خان کے عہد مین افغانستان مین متعدد حیثیتون سے ترقی کے جو آثار نمایان نظر آتے ہین اُن مین ایک تعلیم بھی ہے، معاصر امان افغان نے نمبر ۳۱ مین افغانستان کی تعلیمی روداد شائع کی ہے جسکی ہم ذیل مین تلخیص کرتے ہین۔

موجودہ امیر کی تخت نشینی نے افغانستان مین ایک نئی رُوح پہونکدی ہے، اور اس افسردگی اور جمود کو جو تمام قوم پر چھایا ہوا تہا دفعتہً دور کردیا ہے، جلالت مآب اشاعت علوم وفنون کی طرف خاص توجہ کررہے ہین اور ہر ممکن طریقہ سے قوم کو آمادہ اور اسکی مخفی قوتون کو اُبہار رہے ہین، اسکا یہ اثر ہے کہ ملک کے گوشہ گوشہ سے علم وفن اور اتحاد واخوت کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے، جو انجمن معارف اور ایوان تعلیم کے اندر نمایان طور پر نظر آتا ہے۔

موجودہ حالت مین سررشتہ تعلیم دو انجمنون سے مرکب ہے، ایک انجمن معارف اور دوسرے انجمن علمی، انجمن علمی ہر ہفتہ یونیورسٹی ہال مین اجلاس کرتی ہے، اور نصاب تعلیم انتخاب کتب اور دیگر علمی کام انجام دیتی ہے، اور اپنے فیصلون سے انجمن معارف کو آگاہ کرتی ہے، اس مجلس کے اراکین اکثر ارباب علم وسررشتہ تعلیم کے اساتذہ ہوتے ہین۔

انجمن معارف سے مراد وہ انجمن ہے جسمین وزراء، امناء وغیرہ شریک ہوتے ہین اور مہینہ مین ایک مرتبہ ایوان تعلیم مین اپنا اجلاس کرتی ہے، اسکا کام ان قوانین کا معائنہ ومنظوری ہے جسکو انجمن علمی وضع کرتی ہے،

تشکیل وزارت تعلیم ظاہر ہے کہ تمام متمدن قومون مین سررشتہ تعلیم ایک بالکل جداگانہ صیغہ ہوتا ہے

جو اپنے اساسی انتظامات کو ایک منتظم اور باقاعدہ شکل مین ترتیب دینا ہے، لیکن یہ ایک نہایت افسوسناک بات ہے کہ ہمارے عزیز وطن مین حبیبیہ کالج کے افتتاح کے وقت سے موجودہ زمانہ تک اسطرف بالکل توجہ نہین کیگئی ہے، ہمارے ہان سررشتۂ تعلیم مکاتب کے ضمن مین شامل ہے، حالانکہ اسکو اس سے بالکل علٰحدہ ہونا چاہیئے، جبکہ خدا کے فضل و کرم اور ذات ہمایون کی توجہ کی برکت سے تمام وزارتون اور حکومت کے دائرون نے عموماً اور وزارت تعلیم نے خصوصاً ایک مستقل قالب اختیار کرلیا ہے، تو سب سے مقدم ضروری کام وزارت معارف کی تشکیل کیجائے، اور اسکو دو دائرون مین تقسیم کیا جائے، ایک انجمن وزارت کا جسمین جناب وزیر تعلیم، ایک مشیر، ایک معاون، ایک مددگار معاون شامل ہو اور دوسرا دائرۂ تنظیم مکاتب کا جسمین ڈائرکٹر، انسپکٹر، اسسٹنٹ ڈائرکٹر وغیرہ ہون،

کیفیت امتحان مدرسہ حبیبیہ اور تمام مدارس ابتدائیہ کے امتحانات کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

جماعت اعدادی، رشدی اور مختصر نویسی کے کل طلبا کی تعداد ۱۰۶ تھی جنمین ۸۶ امتحان مین شامل ہوئے، ۵۹ پاس ۲۷ فیل، اور ۳۰ امتحان مین شامل نہین ہوئے۔

دار المعلمین کے طلبا کی مجموعی تعداد ۱۲۶ تھی جسمین ۸۱ امتحان مین شامل ہوئے، ۵۰ کامیاب ۳۱ ناکامیاب، اور ۴۵ امتحان مین شامل نہین ہوئے،

ابتدائی طلبا کی مجموعی تعداد ۳۰۰۶۰ تھی جنمین ۱۲۷۱۵ امتحان مین شامل ہوئے، ۱۶۰۷ کامیاب ۱۱۱۰۸ ناکام اور ۳۴۵ امتحان مین شریک نہین ہوئے،

جماعت ابتدائی کے طلبا مین سے جن لوگون نے آگے کے درجون تک ترقی کی، اور رشدیہ یا زراعت یا مساحت یا حساب وغیرہ کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے وہ حسب ذیل ہین:

جماعت رشدیہ اول مین	۸۱ طلبا
جماعت زراعت	۲۰ "
دار المعلمین	۲۲ "
حساب وغیرہ	۱۳ "
کل	۱۳۶

کل طلبا جو سردست مدرسہ حبیبیہ وغیرہ مین تعلیم پاتے ہین انکی تعداد ۲۷۲۰ ہے۔

ان مدارس کے طلبا مین سے اکثر سرکاری خدمت انجام دے رہے ہین، مثلاً محمد اسحاق خان نائب وزیر خارجہ تھے، محمد سعید خان معلم تلغراف تھے، علی محمد خان نائب ڈائرکٹر تھے، محمد امین خان انسپکٹر تھے، لیکن چونکہ انکی فہرست نہایت طویل ہے، اسلئے ہم اسکو قلم انداز کرتے ہین،

مدارس ابتدائیہ کا پروگرام اور اسکی اصلاح چونکہ موجودہ حالات کے لحاظ سے قدیم نصاب تعلیم غیر مفید تھا اسلئے اب ایک جدید نصاب تیار ہوا ہے، جس نے انجمن علمی اور انجمن معارف دونون کی طرف سے منظوری حاصل کرلی ہے، اور اب تمام مدارس ابتدائیہ مین جاری ہوگیا ہے اسکے رو سے تعلیم جبری کردیگئی ہے، اور پانچ برس تک ہر شخص کو ابتدائی مدارس مین داخل ہونا پڑتا ہے جس سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہین،

(۱) ہر شخص شریعت کے ضروری مسائل سے آگاہ ہوجاتا ہے،

(۲) ابتدائی کتابون، اخبارات، خط و کتابت اور اظہار مافی الضمیر پر قادر ہوجاتا ہے،

(۳) املا صحیح ہوجاتا ہے،

(۴) نقشہ کھینچ سکتا ہے،

(۵) معمولی طور پر حساب جان لیتا ہے،

(۶) اشکال ہندسی اور فن مساحت سے واقف ہوجاتا ہے،

(۷) معمولی طور پر افغانی زبان آجاتی ہے، اور اُسکے محاورات سمجھنے لگتا ہے،

(۸) عمدہ اخلاق کے فواید اور بُرے اخلاق کے مضرت سے آگاہ ہوجاتا ہے، اور اسمین قومی جذبات پیدا ہوجاتے ہین،

(۹) حیوانات اور نباتات کے نفع وضرر اور حالات سے واقف ہوجاتا ہے،

(۱۰) اصول جغرافیہ، جغرافیۂ ملکی اور جغرافیۂ عمومی سے واقفیت پیدا ہوجاتی ہے،

(۱۱) قرآن مجید مین انبیاء کے جو حالات مذکور ہین معلوم ہوجاتے ہین، اور خلاصۂ تاریخ اسلام خلاصۂ تاریخ وطن، اور خلاصۂ تاریخ عمومی سے آگاہی ہوجاتی ہے،

(۱۲) حفظان صحت کے فوائد اور مشہور امراض کے اسباب پر اطلاع ہوجاتی ہے،

(۱۳) خرید و فروخت و دیگر معاملات کو جنکا تعلق صنعت و حرفت سے ہے جان لیتا ہے،

(۱۴) زراعت، نباتات، حفاظتِ حیوانات اور درختون مین قلمین لگانا وغیرہ کو فن کی حیثیت سے جان لیتا ہے۔

یہ ان مضامین کی فہرست ہے جنکو انجمن علمی اور انجمن معارف نے باشندگان افغانستان کے لئے منظور کیا ہے،

آخر مین یہ معلوم کرکے بھی ہمارے ناظرین کو مسرت ہوگی کہ ماہ جمادی الاول ۳۹ھ مین یعنی پچھلے مہینہ سرزمین افغانستان مین مشرق کا ایک حیرت انگیز کارنامہ انجام پایا، یعنی کابل مین زنانہ مدرسہ کی بنیاد ڈالی گئی، جسکے افتتاح مین علاوہ محلات شاہی کے بیگمات اور دوسری خواتین بھی موجود تھین، خود امیر کی حرم محترمہ ملکہ شہزادہ خانم اسکی مفتشہ

(انسپکٹریس) اور انکی والدہ، اسکی مہتممہ اور امیر کی صاحبزادی نائبۂ مہتممہ مقرر ہوئین انہین شہزادیون کی مختصر تقریرون سے جلسہ کا پرجوش افتتاح ہوا، اور اختتام معلمۂ دینیات کے سورۃ الحمد کی قرارت پر ہوا، جب وہ ولاالضالین پر پہنچین تو تمام ایوان شہزادیون، اور خاتونون اور لڑکیون کے آوازۂ آمین سے گونج اُٹھا،

اس زنانہ مدرسہ جسکا نام "مکتب مستورات" رکھا گیا ہے کی کامیابی کی اس سے امید ہوتی ہے کہ ایسے ملک مین جہان بقول مہتممہ صاحبہ "اول بار است کہ در پایہ تخت افغانستان برائے تعلیم زنانہ مکتب بنا یافتہ" سب سے پہلے ہی دن پچاس لڑکیان داخل ہوئین۔

جناب مفتشہ صاحبہ نے اپنی تقریر مین فرمایا:۔

"حضرات محترمات! اعلیحضرت پادشاہ ما خوب فکر کردہ اند و بسیار مرحمت برملت خود فرمودہ اند کہ تعلیم زنانہ را در مملکت شاہانہ خود آغاز دادند، اگر خیال کنیم کہ در یک شہر پنجاہ ہزار آدم باشند، لااقل بست ہزار آن زنہا می باشند، ازان سبب اگر تعلیم علم تنہا برائے مردان مخصوص باشد و زنہا ازان محروم مانند گویا نصف آدم آن شہر معطل و از انسانیت بے بہرہ می مانند، چراکہ حیات انسانیت بہ تعلیم و کوشش وابستہ است۔"

اس عقل و دانش کی توقع ہمکو افغانی مردون سے کب تھی "تا بہ زنان چہ رسد" مگر زمانۂ مستقبل کے اسرار کا پردہ کون چاک کرسکتا ہے؟

اخبارِ علمیہ

ڈاکٹر فلیچر نے جو کمبر لینڈ مین ایک خاص طبی شہرت رکھتے ہین، اپنے ایک تازہ لکچر
بیان کیا کہ جو لوگ طویل العمری کے خواہشمند ہین، انہین ہدایات ذیل کی خاص طور پر پا
کرنا چاہیئے:-

(۱) الکحل کے تمام مرکبات (شراب وغیرہ) سے قطعی احتراز رکھین،

(۲) سانس صرف ناک کے ذریعہ سے لین جس سے جراثیم امراض ہلاک ہوجاتے ہین

(۳) کمرہ بالکل بند کرکے نہ سونا چاہیئے، کھڑکیان کھلی رکھنا چاہیئے۔

(۴) اپنی پوری نیند بھر سونا چاہیئے،

(۵) پُرخوری سے بچنا چاہیئے، کھانے اور پینے مین ہمیشہ اعتدال ملحوظ رہے،

(۶) غذا کا انتخاب اپنی رغبت و ذوق کے مطابق کرنا چاہیئے، خلاف رغبت کچھ نہ کھانا چاہیئے

(۷) غذا خوب چبا کر کھانا چاہیئے، اور اجزاء دہنیہ (روغنیات) زیادہ رکھنا چاہیئے۔

(۸) دانت خوب صاف رکھنا چاہیئے، ہر کھانے کے بعد دانت مانجنا بہتر ہوگا۔

(۹) روزانہ غسل کرنا چاہیئے۔

(۱۰) ورزش کا روزانہ التزام رکھنا چاہیئے،

(۱۱) ہر وقت طبیعت شگفتہ و بشاش رکھنا چاہیئے۔

(۱۲) لباس فصل و موسم کے موافق ہونا چاہیئے۔

(۱۳) تمباکو نوشی بہرصورت قابل ترک ہے، لیکن سگرٹ نوشی کو تو زہر ہی سمجھنا چاہیئے،

(۱۴) اعتدال مفید چیز دن مین بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے، بے اعتدالی بہرصورت مضر ہے،

(۱۵) وقت کو مشغول رکھنا چاہیئے، بیکاری سخت مضر ہے،

پیرس کے مشہور سالپیٹرے ہسپتال سے متعلق، اکسریز کا ایک بہت بڑا تجربہ گاہ "سنٹرل
لیبوریٹری آف ریڈیوگرافی" کے نام سے موسوم ہے، ۱۸۹۶ء سے اسکے پرنسپل ڈاکٹر الفرا تھے
جو ہمہ وقت اکسریز کے ذریعہ سے علاج و معالجہ مین مصروف رہتے تھے لیکن خود انکے جسم پر
اکسریز کی تیز شعاعون کا یہ اثر ہوا کہ جا بجا زخم پڑنے لگے، چنانچہ گذشتہ دس سال کے اندر
بائیس مرتبہ انہین اپنے اوپر عمل جراحی (آپریشن) کرنا پڑا، داہنے ہاتھ کی انگلیان ایک ایک
کر کے سب قطع کرنا پڑین، اسکے بعد پورا داہنا ہاتھ کٹانا پڑا، پھر بائین ہاتھ کی چار انگلیان
علحدہ کی گئین، رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ جون گذشتہ مین پورا بایان ہاتھ بھی شانہ سے جدا
کر دیا گیا، اسپر بھی یہ باہمت شخص ایک آلہ کی مدد سے اپنے کام مین مشغول رہا، یہانتک کہ
ماہ گذشتہ سے پیوستہ مین قوت حیات نے بالکل جواب دیدیا، اور سائنس کے مقتل پر
اس شخص نے اپنی جان نذر کردی۔

لندن کے امپریل کالج آف سائنس مین، مسٹر آرتھر ہیورڈ سائنس سے متعلق ایک
تجربہ کرتے کرتے وفات پاگئے، وہ کچھ عرصہ سے فن تصویر کشی (فوٹوگرافی) سے متعلق تجربات مین
مشغول تھے، اور آخری تجربہ ایک تاریک کمرہ کے اندر کر رہے تھے، کمرہ مین روشنی کا کسی
ف سے گذر نہ تھا، اور اسکی چھت اور دیوارین سیاہ رنگ سے رنگی ہوئی تھین، کمرہ اندر سے
بند تھا، کہ دفعتہ زور سے ایک تڑاقا ہوا، مسٹر موصوف کے استاد پروفیسر بون باہر تھے، وہ یہ

آواز سنکر دوڑے، کمرہ کے اندر انہون نے جھانکا تو معلوم ہوا بجلی کی روشنی ہو رہی ہے، ایک
ہتوڑا لیکر انہون نے دروازہ توڑا اور اندر گھسے تو دیکھا کہ مسٹر ہیورڈ خون مین شرابور پڑے
ہوئے ہین اور دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہوگئے، پروفیسر بون کی رائے مین جس آلہ سے وہ تجربہ
کر رہے تھے، اتفاقاً وہ پھٹ گیا، اور اسکے اندر جو زہریلی گیس تھی، اسکے صدمہ سے انکی گردن
سخت مجروح ہوئی اور یہی باعث ہلاکت ہوا۔

اٹلی مین انسداد ملیریا کا کام بڑے اہتمام کے ساتھ شروع ہوا ہے، اور جن ماہرین
سائنس نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہے، اُن کا دعوی ہے کہ اس سال کے اندر اٹلی کے متعدد
ملیریا زدہ انقطاع اس بلا سے بالکل پاک و محفوظ ہو جائین گے۔

ہندوستان بلکہ ایشیا کے سب سے بڑے ماہر کیمیائیات سر پی، سی، رائے، ماہ گذشتہ
مین یورپ کے طویل سفر کے بعد وطن واپس آئے، اُنھون نے آکسفرڈ، کیمبرج، برمنگھم، ...
مانچسٹر، اڈنبرا، وغیرہ مشہور کیمیاوی معملون (لیبوریٹریز) کی پوری طرح سیر کی، اور انگلستان کی
یونیورسٹیون مین رہکر مختلف تعلیمی مسائل کا بھی بغور مطالعہ کیا، اخبارات کے نامہ نگارون سے
انہون نے بیان کیا کہ وہ اس سفر سے ہر طرح مطمئین واپس آئے ہین، اور جن مشاہدات
و تجربات کا شوق انہین یورپ لیگیا تھا اس مقصد کے حصول مین وہ بالکل کامیاب رہے۔

ایک محقق نے حساب لگا کر بتایا ہے کہ مختلف ممالک یورپ مین اوسطاً ہر فرد تعلیم
پانے کے بعد کتنی سالانہ آمدنی پیدا کر سکتا ہے:۔

(۱)	انگلستان مین	۳۶ پونڈ
(۲)	فرانس "	۳۱ "
(۳)	جرمنی "	۲۵ "
(۴)	اسپین "	۱۶ "
(۵)	یونان "	۱۳ "
(۶)	روس "	۱۰ "

گویا کسب معیشت مین سب سے زیادہ مدد دینے والا انگلستان کا نظام تعلیم ہے،
اسی طرح جب ان ممالک کی مجموعی دولت کو افراد پر تقسیم کیا گیا تو اوسطاً ہر فرد کے لئے حسب
ذیل پتہ پڑا، جس سے مذکورۂ بالا خیال کی تائید مزید ہوتی ہے:۔

(۱)	انگلستان مین ہر فرد کی سالانہ دولت	۳۰۲ پونڈ
(۲)	فرانس " " "	۲۵۲ "
(۳)	جرمنی " " "	۱۵۱ "
(۴)	اسپین " " "	۱۳۵ "
(۵)	یونان " " "	۱۰۱ "
(۶)	روس " " "	۵۱ "

امریکہ کی ایک مستند فہرست مین اعداد ذیل درج ہین، جن سے معلوم ہوگا کہ دولت کو
وہان کے نظام تعلیم سے کتنا گہرا تعلق ہے،
یونیورسٹیون کے اعلی تعلیم یافتہ افراد مین منجملہ ۱۰۰۰۰ کے ۵،۷۶۸ نے دولت و تجارت مین نمایان ترقی کی،

ہائی اسکولون کے متوسط تعلیم یافتہ افراد مین منجملہ .....۴ کے ۱۲۴۵ نے دولت و تجارت مین نمایان ترقی کی

ابتدائی مدارس کے معمولی تعلیم یافتہ " "......۳۴ کے ۸۰۸ " "

بالکل غیر تعلیم یافتہ " "...... ۵ کے صرف ۲۱۲ " "

عام خیال یہ ہے کہ اسوقت ملک مین جس قدر تعلیم گاہین قائم ہین، اُنکی بہت بڑی تعداد محض سرکاری امداد کے سہارے پر زندہ ہے، اور اگر سرکار اپنی امداد سے دستکش ہوجاے تو اُن کا چلنا ناممکن ہوجائے، مہاتما گاندہی نے اس خیال کی تردید مین اعداد ذیل خود سرکاری رپورٹون سے فراہم کرکے پیش کئے ہین، سنہ ۱۹۱۸ء مین تعلیم پر مجموعی مصارف کی تعداد ۱۱۳۹ لاکہہ (۱۱ کرور ۲۹ لاکہہ) تھی، یہ رقم مدات ذیل سے حاصل ہوئی تھی:-

خزانۂ سرکاری سے	۳۹۲ لاکہہ
لوکل فنڈ سے	۱۶۴ "
مینوسپل فنڈز سے	۴۹ "
طلبہ کی فیس سے	۳۱۹ "
عام چندون سے	۱۹۵ "

اس سے ظاہر ہوگا کہ منجملہ ۱۱ کرور ۲۹ لاکہہ کے ۵ کرور ۱۴ لاکہہ کی رقم رعایا نے براہِ راست اپنے پاس سے دی، اور اگر اسمین منوسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی رقوم کو بھی شامل کرلیا جاے، تو اسکی میزان ۷ کرور ۴ لاکہہ تک پہنچ جائیگی، اور گورنمنٹ کے حصہ مین چار کرور سے بھی کم کی رقم رہجائیگی، یہ بھی واضح رہے کہ گورنمنٹ کے عطایا کا بیشتر حصہ انگریز ملازمین سررشتۂ تعلیم کے بیش بہا مشاہرون ہی پر صرف ہوتا ہے۔

یہ اعداد مجموعی نظام تعلیم سے متعلق تھے، اگر صرف ثانوی (متوسط) تعلیم کو پیش نظر رکہا جاے تو رعایا کی شرکت مصارف اور زیادہ نمایان نظر آئیگی، اس صورت مین مداخل کا تناسب یہ ہوگا:-

خزانۂ سرکاری سے	۹۴؍۷۵ لاکہہ
منوسپل اور لوکل فنڈ سے	۲۶؍۳۶ "
فیس سے	۱۶۶؍۰۰ "
عام چندون سے	۸۰؍۰۰ "

گویا منجملہ ۳۶۷ لاکہہ کے پورے ۲۴۶ لاکہہ رعایا براہِ راست اپنے پاس سے دیتی ہے،

سنہ ۱۹۱۸ء مین انگلستان و ویلز مین تعلیم پر مجموعی سالانہ خرچ ایک کرور ۹۰ لاکہہ پونڈ ہوتا تہا، سنہ ۱۹۲۰ء مین اسکی میزان تقریبًا ڈہائی گنی کردینی پڑی، یعنی چار کرور ۵۴ لاکہہ پونڈ، اس اضافہ مین سب سے بڑی مد اساتذہ کی تنخواہون کے اضافہ کی تھی، جن لوگون کا مشاہرہ سو پونڈ تہا، ان کا دو سو تیس کیا گیا، اور اسی ایکسو تیس فی صدی کی شرح سے سب کی تنخواہون مین اضافہ کرنا پڑا،

ہیئت جدیدہ کا ہر ابجد خوان جانتا ہے کہ آفتاب کا فاصلہ کرۂ ارض سے ۹ کرور ۳۰ لاکہہ میل ہے، حال مین ایک ہندوستانی سائنٹسٹ نے اس واقعہ سے بعض دلچسپ [illegible] و معلومات مستنبط کئے ہین، اور بعض جدید دلچسپ معلومات بھی بیان کئے ہین جنکا انتخاب سطور ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

ایک ریلوے ٹرین جسکی شرح رفتار ۸۰ میل فی گھنٹہ ہو، اگر وہ سطح ارض سے آفتاب کی طرف روانہ ہو تو ۲۸۳ سال مین وہان تک پہنچ سکیگی، انسان کی آجکل جو اوسط عمر ہے اگر اسے ملحوظ رکھا جاے تو جو شخص روانہ ہوگا وہ خود تو کیا، اسکے لڑکے اور پوتے بھی آفتاب تک پہنچنے تک زندہ نہین رہ سکتے، بلکہ اسکی نسل کی ساتوین پشت وہان تک پہنچ سکیگی اور وہان کے حالات و کیفیات کی خبر دینے کے لئے اسکی نسل کی چودہوین پشت سطح ارض پر واپس آسکتی ہے،

اسی طرح بالفرض کوئی بچہ آفتاب کو اپنی گرفت مین لانا چاہے (اور چاند کو پکڑنے کیلئے تو بچے اکثر ہاتھ پھیلاتے رہتے ہین) اور اسمین کامیاب بھی ہوجاے تو کہین ۱۶۷ سال گذر جانے کے بعد اُسے آفتاب کی حرارت محسوس ہوگی! اسلئے کہ تہیج عصبی (احساس) کی شرح رفتار فی سکنڈ ۹۰ فٹ ہے، اور اگر کسی تدبیر سے آفتاب پر توپ کا گولہ فیر کرنا ممکن ہو جسکی شرح پرواز فی سکنڈ ۱۲۰۰ فٹ ہو، تو کہین دس سال مین جاکر یہ گولہ اپنے نشانہ تک پہنچ سکیگا، انسانی معلومات کے لحاظ سے کائنات مین تیز ترین رفتار روشنی کی ہے، جسکی شرح فی سکنڈ ایک لاکھ ۸۶ ہزار میل ہے، اسلئے اسے بھی آفتاب سے زمین تک پہنچتے پہنچتے پورے آٹھ منٹ لگ جاتے ہین،

آفتاب کا قطر ۸ لاکھ ۶۵ ہزار میل ہے، جو بمقابلہ زمین کے قطر کے ۱۰۹ گُنا زاید ہے آفتاب کا حجم بمقابلہ زمین کے ۳۳۲۰۰۰ گُنا ہے، اور اسکی ضخامت بمقابلہ زمین کے ۱۳۰۰۰۰۰ گُنی ہے اسکی سطح پر کشش ثقل بمقابلہ سطح زمین کے ۲۷ گُنی ہے، اسلئے جس شخص کا وزن زمین پر ایک

من کا معلوم ہوتا ہے، وہان پہنچکر ۲۷ من کا معلوم ہوگا، بخلاف اسکے اسی شخص کا وزن کرۂ ماہتاب مین صرف سات سیر کا رہجائیگا، آفتاب ایک طرح کی بھٹی یا دوزخ ہے، جسمین ہر وقت ۷۰۰۰ درجہ کی گرمی رہتی ہے، اور جسمین کوئی شے منجمد ہوکر نہین رہ سکتی، اگر کسی ذریعہ سے آفتاب کا وزن کرنا ممکن ہو تو اسکا وزن ۲،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ٹن نکلیگا، (ایک ٹن برابر ہوتا ہے ۲۷ من کے)

آفتاب اپنے محور پر ۲۶ دن مین گردش تمام کرتا ہے، اسمین بڑے بڑے داغ یا دھبے بھی ہین جو دوربین سے نظر آتے ہین، وہ مختلف جسامتون کے ہین، بعض کا قطر ایک ہزار میل کا ہے اور بعض ۵۰ ہزار میل کے ہین، آفتاب کے گرد ایک فضاے روشن ہے، جسکا اصطلاحی نام فوٹواسفیر ہے، اور جسمین کاربن وغیرہ کے منجمد ذرات و اجزاء پائے جاتے ہین، اسکے اوپر ایک دوسرا ہوائی غلاف کرۂ مواسفیر کے نام سے ہے، جسکی دبازت پانچ ہزار سے دس ہزار میل تک کی ہے، داغہاے آفتاب کی تحقیق کا فخر مشہور ہیئت دان گلیلو کو حاصل ہے۔

سنہ ۲۰ء مین برطانیہ مین مطبوعات جدیدہ اور کتب قدیمہ کے جدید ایڈیشنون کو ملاکر کل ۱۱۰۰۴ کتابین شائع ہوئین، یہ میزان بمقابلہ سنہ ۱۹ء کی میزان مطبوعات کے بقدر ۲۸۲۳ کے زاید ہے، جدید مطبوعات کی تعداد اس سال ۸۷۳۸ رہی جو سال پیوستہ سے بقدر ۱۴۱۱ کے زاید ہے، ذیل مین فن وار مطبوعات جدیدہ کی فہرست درج کیجاتی ہے جس سے انگریزی پبلک کے ذوق کتب بینی کی نوعیت کا اندازہ ہوگا،

نمبر	فن	مستقل کتابین	ترجمہ	پمفلٹ	کیفیت
(۱)	فلسفہ	۲۲۷	۶	۱۲	
(۲)	مذہب و شریعت	۵۲۸	۲۵	۲۹	بمقابلہ سنہ ۱۹ کے بقدر ۷۰ کے کمی رہی
(۳)	قانون	۲۰۹	۴	۷۴	اضافہ بقدر ۱۰۲،
(۴)	تعلیم و تربیت	۱۶۴	-	۷۲	
(۵)	اجتماعیات	۵۷۸	۹	۲۲۲	
(۶)	حربیات و بحریات	۱۹۸	۲	۶۲	
(۷)	لسانیات	۱۷۶	-	۳	
(۸)	سائنس	۳۹۹	۱۲	۹۲	اضافہ بقدر ۱۶۳
(۹)	صنعت و حرفت	۴۲۸	۹	۱۲۸	
(۱۰)	طب و حفظان صحت	۲۶۵	۴	۵۴	
(۱۱)	زراعت و باغبانی	۱۴۶	-	۳۹	
(۱۲)	تدبیر منزل	۵۷	-	۳	
(۱۳)	تجارتی کاروبار	۱۰۲	۱	۱۶	
(۱۴)	فنون لطیفہ	۱۰۶	۲	۱۰	
(۱۵)	متعلق موسیقی	۵۹	-	-	
(۱۶)	سیر و شکار، لہو و لعب،	۱۱۸	۲	۸	
(۱۷)	ادب	۲۸۸	۱۱	۱۵	
(۱۸)	شاعری و ڈراما	۳۹۳	۴۳	۴۷	
(۱۹)	افسانہ	۹۸۵	۵۳	۱۵	اضافہ بقدر ۸۷
(۲۰)	مخصوص برائے اطفال	۶۰۸	۵	۹	اضافہ بقدر ۲۰۶
(۲۱)	تاریخ	۴۲۷	۱۱	۴۳	اضافہ بقدر ۱۰۳
(۲۲)	سفرنامہ و سیاحی	۳۳۰	۲	۵۸	اضافہ بقدر ۲۲۵
(۲۳)	جغرافیہ	۹۲	-	۵۱	
(۲۴)	سوانح عمری	۳۲۷	۱۳	۱	
	متفرقات	۱۸۱	-	-	

لندن کے دار الفنون مشرقی (اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز) مین طلبہ کی سب سے بڑی تعداد عربی و ہندوستانی (اردو) زبانون کی تحصیل مین مصروف ہے، سنہ ۲۶ء مین طلبہ کی مجموعی تعداد ۳۹۵ تھی، اور سال پیوستہ مین ۳۸۲ تھی، سال گذشتہ مین ہندوستانی و چینی زبانون کی تعلیم کے لئے ایک ایک جدید معلم کا اضافہ ہوا ہے،

ادبیات

غزل

جناب عزیز لکھنوی

انتہائے عشق ہو یون عشق مین کامل بنو — خاک ہو کر بھی نشانِ سرحدِ منزل بنو

میرے شکوون پر یہ کہنا "رحم کے قابل بنو" — مدعا یہ ہے کہ اپنے حال سے غافل بنو

غرق ہو کر دل لو موتی خود اپنے واسطے — ڈوبکر ابھرو تو اورون کے لئے ساحل بنو

انجمن کیسی تم اپنی ذات سے ہو انجمن — گوشۂ خلوت مین بھی بیٹھو تو اک محفل بنو

حسن خود بین معجزاتِ عشق کا قائل نہین — قطرہ ہائے اشک خونین جمع ہو کر دل بنو

ساتھ آزادی کے خودداری بھی رہنا فرض ہے — بحرِ بے پایان کبھی ہو اور کبھی ساحل بنو

حشر تو ہی گھر کی محفل تمکو کہہ سکتا ہے کون — لو یہ خنجر ہم ہین مقتول تم قاتل بنو

ربط باطن کیا سنو تفصیل اس اجمال کی — ہم سراپا درد ہون اور تم سراپا دل بنو

کچھ دنون بیٹھو سرِ قبرِ عزیزِ بے نوا
خانقہ مین غیر ممکن ہے کہ تم کامل بنو

جناب جگر مرادابادی

(۲)

جناب جگر مرادابادی گو ایک عزلت نشین اور گمنامی پسند نوجوان شاعر ہین لیکن ان کے کلام سے جو رنگ جھلکتا ہے امید نہین کہ زیادہ دنون تک وہ انکو اس

گوشۂ عافیت مین رہنے دے، ان کے کلام مین ایک انداز خاص کی جھلک پائی جاتی ہے اور امید ہی کہ آگے چل کر وہ اپنے لئے ایک خاص راستہ پیدا کریگی۔

جواب انکا کہان سارے جہان مین — دبی ہین بجلیان جو آشیان مین

اثر پیدا ہوا کسکی فغان مین — تلاطم ہے زمین و آسمان مین

اشارہ ہے کسیکی اک نظر کا — وگرنہ کیا ہے جانِ ناتوان مین

جگہ پر اپنی چھوڑ آیا ہون صیاد — لہو کے چند قطرے آشیان مین

حقیقت کھول کر اک دن رہین گے — وہ آنسو جو ہین چشم رازدان مین

مرے ملتے رہین دنون کے صیاد — قفس بھی لا کے رکھدے آشیان مین

جرس کے بھی جو اٹھکر ہوش کھو دین — وہ نغمی ہین مرے سازِ فغان مین

بتادے بیخودیِ عشق اتنا — قفس مین ہون کہ ہون مین آشیان مین

بڑھی جاتی ہے وحشت ہر قدم پر — چھپا جاتا ہون گردِ کاروان مین

رہی لرزان ہمیشہ انسے بجلی — جو تنکے بچ رہے تھے آشیان مین

غزل فارسی

مولوی ابوالحسنات ندوی

(۳)

اول عشق است و من ترکِ دل و جان کردہ ام — کارِ مشکل بود امّا بر خود آسان کردہ ام

زندی من بین کہ خلقے زہد نامش می کنند — اندک اندک کفر را ہمرنگ ایمان کردہ ام

دل بہر جا باختن چون لائق و ضعم نبود — در طریق عشق ہم بود انچہ شایان کردہ ام

دست از جمعیت خاطر نبر دارم چرا — منکہ دل در بند آن زلف پریشان کردہ ام

زان لب شیرین نہ تنہا گشت شیرین کام جان — ہم لب و کام و دہن را شکرستان کردہ ام

وقت مستی بر رخش پیداست صد رنگ بہار — بامی و ساغر جمالش را گلستان کردہ ام

بسکہ برچیدم ز باغ حسن او صد دستہ گل — گوئیا طرف چمن این جیب و دامان کردہ ام

کفر و ایمان را ندانم فاش گویم این سخن — ہر چہ آن کافر بود من خویش را آن کردہ ام

عشق در آغاز و انجام است خود درد و علاج — خویشتن را فارغ از اندوہ درمان کردہ ام

دل پر از کیف محبت لب پر از انکار و حیف — سادگیم بین! چراغے زیر دامان کردہ ام

تاب یک نظارہ ہم چون درد دل مضطر نبود — خویش را نیز فدائے حسن پنہان کردہ ام

طوطی ہندم ولے زین نغمہ ہائے پارسی
ہند را امروز شیراز و صفاہان کردہ ام

الامان، نگینہ

جناب مولوی مظہر الدین احمد صاحب جو متعدد اخبارات کی ایڈیٹری کا کامیاب فرض ادا کر چکے ہین، اب الامان کے نام سے اُنھون نے نگینہ ضلع بجنور سے ایک نیا اخبار جاری کیا ہے، مولوی صاحب موصوف علوم اسلامیہ کے عالم اور اردو کے انشا پرداز ہین، اس لئے جو اخبار انکی ایڈیٹری مین نکلتا ہے، ان حیثیات سے ممتاز ہوتا ہے۔

الامان ہفتہ وار بڑی تقطیع کے آٹھ صفحون پر شائع ہوتا ہے، قیمت ار فی پرچہ

دفتر الامان نگینہ ضلع بجنور،

مطبوعات جدیدہ

اسلام مین کوئی فرقہ نہین، جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اس نام سے اُردو زبان مین ایک رسالہ لکھا ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ وہ اس عام غلطی کو جو زیادہ تر سرزمین مغرب مین پیدا ہے، رفع کردین کہ مسلمانون کے اندر فرقون کا وہ مفہوم نہین جو عیسائی مذہب مین سمجھا جاتا ہے، اسلامی فرقون کے باہمی اختلاف کو وہ طریقۂ اختلاف فہم کے نام سے موسوم کرتے ہین، یا فلسفیانہ اصطلاح مین محض اسکول کا فرق ہے، خواجہ صاحب نے زیادہ تر زور اس امر کے ثابت کرنے مین صرف کیا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دعوت بھی کسی نئے فرقہ کی بنا نہین ڈالتی، اور خود مرزا صاحب اور انکے اہل فہم اصحاب کی تحریرون سے ثابت کیا ہی کہ وہ اصطلاحی نبوت کے مدعی نہ تھے، بلکہ اسکے لغوی معنی یعنی "پیشین گوئی کرنے" کا دعوی کرتے تھے اور ان کا دعوی بعض گذشتہ اولیا، اور مجددین کے دعوون سے ملتا جلتا تھا، اسی ضمن مین مرزا بشیر الدین صاحب کی قادیانی جماعت کی بزور تردید کی ہے جو اب ایران کی بابی جماعت کے قالب مین اپنے کو روز بروز ڈھال کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال رہی ہے،

خواجہ صاحب کا سادہ طرز بیان، اور بے تکلف لیکن پر اثر طریقۂ استدلال تعریف سے مستغنی ہے، چھوٹی تقطیع کے ۲۰۸ صفحون پر یہ کتاب تمام ہوئی ہے، قیمت قسم اول ۱۲؍ قسم دوم عہ، پتہ: مسلم بک سوسائٹی، عزیز منزل لاہور،

عطر دیوان حافظ، جناب مولوی ابو الحسن صاحب صدیقی بدایونی سابق چیف جج سرکار نظام ہماری قوم کے اُن ابتدائی انگریزی خوان افراد مین ہین جو مشرقی علوم سے بھی

بہرہ در تھے، مولوی صاحب نے اپنے سرکاری عہدہ سے سبکدوشی کے بعد آرام و استراحت
کی زندگی پسند نہین کی بلکہ اب بھی وہ علمی نتائج سے ہمکو مستفید کرتے رہتے ہین، مولوی صاحب
موصوف کو دیوان حافظ سے بدرجۂ غایت شغف ہے، اور تقریبًا ۳۴ برس سے وہ اس کے
مختلف قلمی اور مطبوع نسخون کی بہم رسانی اور اُنکی تصحیح و مقابلہ مین مصروف ہین، چنانچہ اُنھون نے
دیوان حافظ کی غزلون کا ایک انتخاب تیار کیا ہے گو کہ یہ کام نہایت مشکل ہے، کیونکہ دیوان حافظ
درحقیقت خود سرتاپا انتخاب ہے، بہرحال اسطرح جو دو آتشہ تیار کیگئی اسکا نام عطر دیوان حافظ
رکھا ہے، صاحب مطبع نے اور نیز جامع نے صحت کے التزام کا دعوی کیا ہے مگر ہم انکو اسکی داد
نہین دیتے بلکہ تجربہ کے بعد کہتے ہین کہ لیتھو مین صحت کا کام انتہا درجہ مشکل بلکہ ہمکو تو محال نظر آتا ہے
چنانچہ کتاب مذکور کو جا بجا کھولنے کے ساتھ فاش غلطیون پر نظر دوڑنے لگی، "نصیحت گوش کن
جانان" کے آخر مین "معما" کا قافیہ "دامان"، صفحہ ۱۰۲ مین "منبر" کا املا "ممبر"، صفحہ ۵ "خانۂ"
کی جگہ "خانقاہ" صفحہ ۲ مین "تغیر" کے بجاے "تغییر" اسی صفحہ مین "ببین" "تفاوت رہ" کے
بدلہ "مبین" پھر اسی صفحہ مین "شوخ" کی جگہ "شوح" لکھہ گیا ہے، لفظون اور شعرون کی غلطیان
بہت ہین، جامع کی ۳۴ سال کی محنت کو اسطرح برباد کرنا چھاپہ کی کرامات ہی مصلح سنگ صاحب نے
اداے فرائض مین سخت کمی کی ہے جنکے مظالم سے ہر مصنف کا رونگٹا رونگٹا کانپتا ہے،

بہرحال حافظ کی غزلین عام طور سے مشہور ہین اور یہ چند غلطیان ناظرین کو مغالطہ مین
نہین ڈال سکتین، خوبصورت چھوٹی تقطیع، سپید کاغذ، نازک خط، ضخامت ۱۴۰ صفحے
قیمت عمر، پتہ: نظامی پریس، بدایون۔

اخبار منصور بجنور، یہ اخبار ہفتہ مین دو بار شائع ہوتا ہے، ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے
اخبارات کے بہترین اقتباسات شائع کرنے کا مدعی ہے، مسلک تعلیم آزادی و حریت ہے، قیمت ۶؍ دفتر منصور بجنور

مجلد ہفتم | ماہ رجب ۱۳۳۹ھ مطابق مارچ ۱۹۲۱ء | عدد سوم

مضامین